سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2018

بدھ، 31۔ جنوری 2018

(یوم الاربعاء، 13۔ جمادی الاوّل 1439ھ)

سولہویں اسمبلی: چونتیسواں اجلاس

جلد 34: شمارہ 3

165

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ31۔جنوری2018

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے)آرڈیننسوں کی میعاد میں توسیع

(i) قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ127کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے)کے تحت درج ذیل آرڈیننسوں کی مدت نفاذ میں توسیع کے لئے قرارداد یں پیش کرنے کی اجازت دی جائے:

1. آرڈیننس پیپاٹائٹس پنجاب2017(15بابت2017)
2. آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور2017(16بابت2017)

(ii) آئین کے آرٹیکل128(2)(اے)کے تحت قراردادیں

1۔ آرڈیننس پیپاٹائٹس پنجاب2017(15بابت2017)کی مدت نفاذ میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب 10۔نومبر2017سے نافذ کردہ آرڈیننس پیپاٹائٹس پنجاب 2017(15بابت2017)کی مدت نفاذ میں 8۔فروری2018سے مزید نوے دن کی مدت کی توسیع کرتی ہے۔

166

2۔ آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور 2017 (16 بابت 2017) کی مدت نفاذ میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب 17۔نومبر 2017 سے نافذ کردہ آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور 2017 (16 بابت 2017) کی مدت نفاذ میں 15۔فروری 2018 سے مزید نوے دن کی مدت کی توسیع کرتی ہے۔

(بی) آرڈیننسوں کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ آرڈیننس ہیپاٹائٹس پنجاب 2017

ایک وزیر آرڈیننس ہیپاٹائٹس پنجاب 2017 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور 2017

ایک وزیر آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور 2017 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ آرڈیننس صدقات وخیرات پنجاب 2018

ایک وزیر آرڈیننس صدقات وخیرات پنجاب 2018 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون چولستان یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز بہاولپور 2018

ایک وزیر مسودہ قانون چولستان یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز بہاولپور 2018 پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (تنسیخ) بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2018

ایک وزیر مسودہ قانون (تنسیخ) بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2018 پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) مجموعہ ضابطہ دیوانی 2018

ایک وزیر مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) مجموعہ ضابطہ دیوانی 2018 پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) میعاد سماعت 2018

ایک وزیر مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) میعاد سماعت 2018 پیش کریں گے۔

167

(ڈی) مسودہ قانون پر غور و خوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون میڈیکل سپلائیز اتھارٹی پنجاب 2017 (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 2017)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب میڈیکل سپلائیز اتھارٹی پنجاب 2017، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میڈیکل سپلائیز اتھارٹی پنجاب 2017 منظور کیا جائے۔

(ای) عام بحث

گنّے کے کاشتکاروں کی شکایات پر بحث

ایک وزیر گنّے کے کاشتکاروں کی شکایات پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

169

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چونتیسواں اجلاس

بدھ، 31۔جنوری 2018

(یوم الاربعاء، 13۔جمادی الاوّل 1439ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر 12منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝٢ وَالَّذِي قَدَّرَ
فَهَدَىٰ ۝٣ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ۝٤ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ۝٥
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ۝٦ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَمَا يَخْفَىٰ ۝٧

سورة الأعلى آيات 1تا 7

(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا(2) اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اُس کو) رستہ بتایا(3) اور جس نے چارہ اُگایا(4) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5) ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے(6) مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضورؐ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضورؐ کا ہے
ہرزمانے کی آپؐ ہیں رحمت
ہر زمانہ میرے حضورؐ کا ہے
ہر خزانے کے آپؐ ہیں مختار
ہر خزانہ میرے حضورؐ کا ہے
ذکر شامل نماز میں خالد
پنجگانہ میرے حضورؐ کا ہے
ہر زمانہ میرے حضورؐ کا ہے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ جن ممبران کے سوال take up ہوتے ہیں تو وہ ذرا اختصار سے کام لیں تاکہ دوسرے معزز ممبران کے سوالات بھی take up ہو سکیں کیونکہ وہ بعد میں میرے ساتھ یہ بات کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اس لئے ذرا اختصار سے سوال کیجئے اور اس کا جواب لیجئے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7890 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور میں پولیس ویلفیئر فنڈز اور تھانوں سے متعلقہ تفصیلات

*7890: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 15-2014 میں ضلع بہاولپور کے پولیس ویلفیئر فنڈ میں کل کتنی رقم اکٹھی ہوئی، یہ رقم کہاں کہاں سے اور کتنی مقدار میں موصول ہوئی نیز کن کن مدات میں اور کس کس کو کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی اور یہ رقم جو خرچ کی جاتی ہے اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار اور طریق کار کیا ہے نیز 30۔ جون 2015 کو بقایا کتنی رقم کس بنک میں موجود تھی اور یہ اکاؤنٹ کس کس آفیسر کے دستخط سے آپریٹ ہوتا ہے؟

(ب) ضلع بہاولپور میں کتنے تھانے اور پولیس چوکیاں پرائیویٹ عمارات میں ہیں جو تھانے / چوکیاں حکومتی ملکیت والی عمارات میں ہیں ان میں کتنی مخدوش قرار دی جا چکی ہیں نیز مالی سال 15-2014 میں کتنی نئی عمارات کی تعمیر کی گئی تاکہ تھانے حکومتی ملکیتی والی جگہ پر منتقل

ہو سکیں نیز R&M کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی اور یہ رقم کہاں کہاں اس حوالہ سے خرچ کی گئی؟

(ج) ضلع بہاولپور کے تمام تھانوں میں ہر تھانہ وار کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور عملاً کتنے آفیسرز اور اہلکار تعینات ہیں تھانہ وار تفصیل بیان کریں اگر کمی ہے تو وہ کب تک پوری کر لی جائے گی۔ ضلع بہاولپور میں انسپکٹرز، سب انسپکٹرز، ASIs، حوالدار، کانسٹیبلز و دیگر اہلکاروں کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور کتنی خالی ہیں نیز تھانہ میں active ڈیوٹی کے علاوہ پروٹوکول، گارڈز اور دیگر ذمہ داریوں پر کس کس رینک کے کتنے اہلکار تعینات رہتے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف)

i. مالی سال 15-2014 میں ضلع بہاولپور کے پولیس ویلفیئر فنڈ میں مبلغ -/539160 روپے اکٹھے ہوئے۔

ii. یہ رقم 13 عدد دکانات واقع ڈسٹرکٹ پولیس لائنز، بہاولپور کے کرایہ کی مد میں موصول ہوئی۔

iii. رقم کے خرچ کی تفصیل:

a)	ملازمین پولیس لائنز کو عید الضحیٰ کے موقع پر کھانا دیا گیا۔	-/83147 روپے
b)	تفتیشی کورس پر آئے ہوئے ملازمین کے کھانے پر خرچ ہوا۔	-/30000 روپے
c)	27 رمضان المبارک پر ختم قرآن پاک پر ملازمین میں مٹھائی تقسیم کی گئی	-/7200 روپے
d)	پولیس ملازمین کو افطاری کرائی گئی مبلغ	-/3785 روپے۔
e)	عید الفطر کے موقع پر ملازمین پولیس لائنز کو کھانا دیا گیا۔	-/153085 روپے
f)	شہداء کی فیملی کو عید کے موقع پر مٹھائی وعیدی کے لئے خرچ ہوئے۔	-/160545 روپے
g)	کنٹونمنٹ بورڈ کے الیکشن کی ڈیوٹی پر مامور پولیس ملازمین کو کھانا دیا گیا۔	-/31060 روپے
h)	پولیس ویلفیئر شاپس کی الیکٹرک وائرنگ پر خرچ ہوا۔	-/7365 روپے

اس طرح سال 15-2014 میں پولیس ملازمین اور شہداء کی فیملیز پر مبلغ -/476487 روپے خرچ ہوئے۔

iv. DDO/DPO کے دستخط سے آپریٹ ہوتا ہے۔

v. مالی سال16-2015 میں ضلع بہاولپور کے پولیس ویلفیئر فنڈ میں کل رقم-/601250 تھی۔

vi. یہ رقم 13عدد دکانات واقع ڈسٹرکٹ پولیس لائنز، بہاولپور کے کرایہ کی مد میں موصول ہوئی۔

vii. رقم کے خرچ کی تفصیل:

a) ملازمین کو افطاری دی گئی۔ -/37390روپے

b) فیئر ویل پارٹی پر موقع تبادلہ آفیسران پر بڑا کھانا دیا گیا۔ -/155207روپے

c) ملازمین کے کمپیوٹر کورس کی فیس ادا کی گئی۔ -/6600روپے

d) متفرق خرچہ -/25745روپے

e) عیدالفطر کے موقع پر ملازمین کو کھانا دیا گیا۔ -/112988روپے

f) خرچ عیدالضحیٰ -/4050روپے

g) مالی امداد بیوگان ملازمین -/8740روپے

h) 14۔اگست پر شہداء کی فیمیلز کو شیلڈ -/15465روپے

i) خفیہ معلومات مد میں مخبران کو ادا کئے گئے مبلغ -/37000روپے

j) مختلف تقریبات میں شیلڈ اور شہداء پولیس کو مٹھائی وعیدی دی گئی۔ -/144920روپے۔

k) خرچ کیو آر ایف کورس-/102000روپے۔اس طرح سال16-2015کا کل خرچ-/650105روپے

viii. DDO/DPOصاحب

ix. 30۔جون2016تک مبلغ-/13818روپےDDO/DPOصاحب کے دستخطوں سے آپریٹ ہوتا ہے۔

i) مالی سال17-2016میں ضلع بہاولپور کے پولیس ویلفیئر فنڈ میں کل رقم۔/300557روپے ہے۔

ii) یہ رقم پولیس ویلفیئر کارنر شاپس تعداد 13واقع ڈسٹرکٹ پولیس لائنز بہاولپور سے کل-/314375روپے موصول ہوئی۔

iii) رقم کے خرچ کی تفصیل:

a) ریفریشمنٹ وآمد آفیسران -/5740روپے

b) متفرق خرچہ -/6500روپے

c) 14۔اگست پر شیلڈ ونیم پلیٹ شہداء -/19400روپے

d) خفیہ معلومات -/15000روپے

e) ضمنی الیکشن کھانا ملازمین -/37430روپے

f) خرچ بھرتی دوڑ سپیشل برانچ-/48480روپے۔اس طرح کل خرچ-/132550روپے ہوا۔

iv) DDO/DPO

v) 31۔ دسمبر 2016 تک 181825/- روپے بنک میں DDO/DPO صاحب کے دستخطوں سے آپریٹ ہوتا ہے اور رقم خرچ کرنے کا اختیار DPO کے پاس ہے۔

(ب) ضلع بہاولپور میں کل تھانہ جات 24 ہیں اور ان میں سے تین تھانہ جات پرائیویٹ عمارت میں ہیں۔ جن میں سے ایک تھانہ کرائے کی بلڈنگ میں ہے جبکہ دو تھانے دوسرے محکموں کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. پولیس سٹیشن صدر یزمان (سرکل یزمان) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال یزمان کی پرانی بلڈنگ میں عارضی طور پر کام کر رہا ہے اور اس تھانہ کی بلڈنگ کے قیام کے لئے 48 کنال سرکاری زمین کا تحرک کیا گیا ہے اور اس تھانہ کی نئی آٹھ بلڈنگ کے لئے ریوائز رف کاسٹ اسٹیمیٹ تخمینہ 49.033 زیر غور ہے۔

2. پولیس سٹیشن دھوڑ کوٹ (سرکل احمد پور ایسٹ) یہ تھانہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے پرانے کوارٹر، قصبہ خیر پور ڈاہا میں عارضی طور پر کام کر رہا ہے۔ تھانہ ہذا کی تعمیر کے لئے 16 کنال سرکاری زمین کا تحرک کیا گیا ہے۔ ریوائز رف کاسٹ اسٹیمیٹ تخمینہ 46.538(M) بحوالہ لیٹر نمبری BC/8184 مورخہ 02-03-2016 ریجنل پولیس آفس بھجوایا گیا ہے جو کہ بحوالہ لیٹر نمبری AC-IV/7418 مورخہ 05-03-2017 کو برائے منظوری آئی جی آفس بھجوایا گیا ہے۔

3. پولیس سٹیشن عنائتی (سرکل خیر پور ٹامیوالی) میلسی سائفن لنک روڈ پر کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے تھانہ ہذا کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے 10 کنال 11 مرلے سرکاری زمین کا تحرک کیا گیا ہے ریوائز رف کاسٹ اسٹیمیٹ تخمینہ 46.746(M) بحوالہ لیٹر نمبری BC/8184 مورخہ 02-03-2016 ریجنل پولیس آفس بھجوایا گیا ہے جو کہ بحوالہ لیٹر نمبری AC-IV/7417 مورخہ 05-03-2017 کو برائے منظوری آئی جی آفس بھجوایا گیا ہے۔

ضلع ہذا میں 13 پولیس چوکیاں مستقل/عارضی کام کر رہی ہیں جن میں سے 9 پولیس چوکیاں پرائیویٹ بلڈنگز میں کام کر رہی ہیں۔

1. پولیس چوکی شاہدرہ (تھانہ سول لائنز/سٹی سرکل) کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہی ہے۔

2. پولیس چوکی لاری اڈا (تھانہ سول لائنز/سٹی سرکل) محکمہ ٹی ایم کی بلڈنگ میں عارضی طور پر کام کر رہی ہے۔
3. پولیس چوکی سیٹلائٹ ٹاؤن (تھانہ بغداد الجدید/سٹی سرکل) کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہی ہے۔
4. پولیس چوکی 13 بی سی (تھانہ بغداد الجدید/سٹی سرکل) کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہی ہے۔
5. پولیس چوکی نور پور (تھانہ مسافر خانہ/صدر سرکل) کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہی ہے۔
6. پولیس چوکی 16 بی سی (تھانہ صدر یزمان/یزمان سرکل) کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہی ہے۔
7. پولیس چوکی چھونا والا (تھانہ صدر حاصل پور/حاصل پور سرکل) پرانی ٹی ایچ کیو ہسپتال کی بلڈنگ میں عارضی طور پر کام کر رہی ہے۔
8. پولیس چوکی لال سوہانرا (تھانہ عباس نگر/صدر سرکل) محکمہ جنگلات کی پرانی بلڈنگ میں عارضی طور پر کام کر رہی ہے۔
9. پولیس چوکی ہتھیجی (تھانہ نوشہرہ جدید/احمد پور شرقیہ سرکل) یونین کونسل کے دفتر کی بلڈنگ میں عارضی طور پر کام کر رہی ہے۔

نوٹ: دو ضلع ہذا کی نئی پولیس چوکیوں کی بلڈنگ کی منظوری ہو چکی ہے۔

1۔ چوکی نور پور 8.545(M) تخمینہ لاگت

2۔ چوکی شکار پوری 8.750(M) تخمینہ لاگت

مندرجہ بالا چوکیوں کی جدید بلڈنگ کی تعمیر کے لئے ایکسیئن بلڈنگ ڈویژن ٹینڈر کال کئے ہیں جن کی اوپننگ کی تاریخ 31-03-2017 ہے۔

ضلع ہذا میں مندرجہ ذیل تھانہ جات کی عمارات مخدوش حالت میں تھیں جن کی نئی بلڈنگ بنانے کے لئے ریوائزڈ رف کاسٹ اسٹیمیٹ اے ڈی پی 2017 میں شامل کرنے کے لئے ریجنل آفس کے تھرو آئی جی پنجاب لاہور آفس برائے منظوری بھجوائے گئے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. تھانہ عباس نگر(صدر سرکل بہاولپور)بحوالہ لیٹر نمبری 8184/BCمورخہ 02-03-2017ور یجنل پولیس آفس بھجوایا گیاہے جو کہ بحوالہ لیٹر نمبری 7416/AC-IVمورخہ 05-03-2017
2. تھانہ نوشہرہ جدید(سرکل احمد پور شرقیہ)بحوالہ لیٹر نمبری 8184/BCمورخہ 02-03-2017ور یجنل پولیس آفس بھجوایا گیاہے جو کہ بحوالہ لیٹر نمبری 7420/AC-IVمورخہ 05-03-2017
3. تھانہ صدر حاصل پور(سرکل حاصل پور)بحوالہ لیٹر نمبری8184/BCمورخہ 02-03-2017ور یجنل پولیس آفس بھجوایا گیاہے جو کہ بحوالہ لیٹر نمبری 7421/AC-IVمورخہ 05-03-2017
4. تھانہ چنی گوٹھ (سرکل احمد پورشرقیہ)بحوالہ لیٹر نمبری 8184/BCمورخہ 02-03-2017 اور وریجنل پولیس آفس بھجوایا گیا ہے جو کہ بحوالہ لیٹر نمبری 7419/AC-IVمورخہ 05-03-2017

(ج) ضلع بہاولپور کے تمام تھانہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جواب کون دے گا؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ وہ جز(ب)کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں نے گزارش کر دی ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے کر لیا ہے تو آپ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جواب کافی لمبا ہے اس لئے میں نے یہ بات کی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کوئی اور بات کر لیں یا جز(ب) میں سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ پوچھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بہاولپور کی بات کرتا ہوں ویسے تو پورے پنجاب کی یہی صورتحال ہے۔ ہم پولیس سے توقعات تو بہت زیادہ رکھتے ہیں لیکن جو اُن کے حالات ہوتے ہیں، اُن کی کسمپرسی

ہوتی ہے اُن کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا، جو نفری تھانوں میں ہوتی ہے اُن کے لئے کوئی رہائشیں ہوتی ہیں، اُن کے لئے کوئی کھانے کا سسٹم ہوتا ہے، کوئی ڈیوٹی کے hours ہوتے ہیں اور گدھے گھوڑوں کی طرح اُن سپاہیوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال کی طرف آئیں جو جز (ب) میں آپ نے پوچھا ہے اُس کا جواب لیں جنرل بحث کی بات جنرل بحث میں کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ جو ویلفیئر فنڈ اکٹھا ہوتا ہے اُس سے باقی چھوٹے موٹے اخراجات یہ کرتے ہیں تھانوں کے سپاہیوں اور اُن کے سپروائزری سٹاف حوالدار وغیرہ کے لئے رہائش اور mess کا سسٹم کیوں نہیں بنایا جاتا؟

جناب سپیکر: کیوں نہیں بنایا جاتا اس بات کا جواب لینا تو ممکن نہیں ہے؟ آپ کوئی سوال کریں جس کا جواب میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے لوں یہ کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر میں یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سسٹم آپ نے بنانا ہے ایوان نے بنانا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سوال یہ کر رہا ہوں کہ میں نے جو کیفیت بیان کی ہے یہ آپ بھی جانتے ہیں پورا ایوان جانتا ہے، عوام بھی جانتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ اتنے عرصہ سے کسمپرسی چلتی ہے کیا حکومت بتدریج اُن کے لئے رہائشی سہولیات، mess کے حالات بہتر کرنے کے لئے کوئی منصوبہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بہتری کے لئے آپ کے پاس منصوبہ جات ہوں گے؟ short کرکے بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! بالکل حکومت منصوبہ رکھتی ہے نئی بلڈنگز بن رہی ہیں اُن میں کافی تبدیلی آگئی ہے، اُس میں کافی facilitate کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے گول مول بات کر دی ہے۔ مجھے بتادیں کہ بہاولپور میں اس سال میں کتنے تھانے بنانے کے لئے رکھے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر نے بہاولپور کی particularly بات کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میں نے اس کا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: اب وہ بہاولپور کا پوچھ رہے ہیں؟ آپ نے نئے پولیس سٹیشنز کی بلڈنگ بنانے کے لئے فنڈز رکھے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ضلع بہاولپور میں دو پولیس چوکیاں بن رہی ہیں کام شروع ہے اور تھانے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، معزز ممبر نام بھی پوچھیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میں بالکل نام بتاؤں گا معزز ممبر کا جو سوال ہے اُس کا یہ جز ہے اس میں پولیس چوکی شکار پوری ہے، پولیس چوکی نور پور ہے اور اس میں ڈیرہ ور پولیس سٹیشن اور احمد پور شرقیہ پولیس سٹیشن already بن چکے ہیں۔ پولیس سٹیشن یزمان کے فنڈز منظور ہیں وہ process میں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہاولپور میں پرائیویٹ عمارتوں میں کتنے تھانے قائم ہیں اور کب تک یہ سرکاری عمارتوں میں منتقل کر دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ پرائیویٹ عمارتوں میں قائم تھانوں کو کتنی دیر میں سرکاری جگہ دے دیں گے، اُن کی بلڈنگز بنادیں گے اور اُن کی جگہ کا پوچھ رہے ہیں وہ کتنی جگہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! پولیس سٹیشن دھوڑ کوٹ کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پولیس سٹیشن عنائتی کے لئے 10 کنال سرکاری زمین کے لئے تحرک کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کتنے عرصہ میں بن جائے گا آپ کے پاس اس کی detail ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 10 کنال سرکاری زمین کے لئے تحرک کیا گیا ہے آپ یہ فقرہ سماعت فرمالیں اس کا کیا مطلب ہے؟ کب تک جگہ مل جائے گی کب اس کو شروع کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں آپ نے کیا تحرک کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جگہ تلاش کی جا رہی ہے جب مناسب جگہ مل جائے گی اس کے بعد دوسری کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کو جگہ ہی نہیں ملی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ابھی جگہ نہیں ملی۔

جناب سپیکر: پھر آپ نے کیا تحرک کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو کہہ دیا ہے کہ وہاں پر جگہ لیں ابھی تک جگہ نہیں لی جا سکی۔

جناب سپیکر: آپ کتنے عرصہ میں جگہ کا تعین کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! بہت جلد انشاءاللہ اگلے مالی سال میں کوشش ہے کہ وہاں پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر commit کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! بالکل۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر آپ کا ہے سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 8234 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ شہر میں چوری کی وارداتوں سے متعلقہ تفصیلات

*8234: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ شہر میں جنوری 2016 تا اگست 2016 کتنی چوریاں ہوئی ہیں کتنے پرچے درج ہوئے اور کتنے پرچے درج نہ ہو سکے؟

(ب) کتنی چوریاں برآمد ہوئی ہیں کتنے مدعیان کو ان کا چوری شدہ مال مل گیا ہے تفصیل بتائی جائے؟

(ج) سال 2016 میں تھانہ مالی پورہ میں بجرم 380 کے تحت کتنے مقدمہ جات درج ہوئے ہیں ان مقدمہ جات کے status کی تفصیلات فراہم کی جائیں کیا ان تمام مقدمہ جات میں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اگر کسی مقدمہ کے ملزمان گرفتار نہیں ہوئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز جن مقدمہ جات کے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں ان سے کیا کیا اشیاء برآمد ہوئی ہیں تفصیلات فراہم کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) سیالکوٹ شہر میں جنوری 2016 تا اگست 2016 میں 137 چوریاں ہوئی ہیں، 137 پرچے درج ہوئے ہیں اور کوئی بھی ایسا وقوعہ نہ ہے جس پر مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ب) کل 88 چوریاں برآمد ہوئی ہیں اور 86، مقدمات میں مدعیان کو ان کا چوری شدہ مال مل گیا ہے، کل مالیت 70,86,941 روپے کا مال مسروقہ برآمد ہوا ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں تھانہ مالی پورہ نام کا کوئی تھانہ نہ ہے، بلکہ شہر سیالکوٹ میں حاجی پورہ کے نام پر تھانہ موجود ہے۔ سال 2016 میں تھانہ حاجی پورہ میں بجرم 380 کے تحت 10 مقدمہ جات درج ہوئے۔

مقدمات کے Status کی تفصیلات

6 مقدمات میں نامزد ملوث 8 ملزمان گرفتار کئے گئے۔

2 مقدمات میں ملوث 2 ملزمان گرفتار نہ ہوئے بلکہ اشتہاری قرار پائے ہیں

2 مقدمات میں ملوث ملزمان نامعلوم ہیں جو سردست ٹریس نہ ہوئے ہیں

جن مقدمات میں ملوث ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں ان سے ذیل اشیاء پر برآمد ہوئی ہیں۔

1۔	طلائی زیورات	2۔	الیکٹرک موٹر	3۔	پیتل
4۔	نقدی	5۔	کپڑا	6۔	چمڑا وغیرہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ، 137 پرچے درج ہوئے ہیں ان میں سے کتنے پرچوں میں برآمدگی ہوئی ہے اور برآمدگی مکمل ہوئی یا in parts ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کتنے پرچوں میں برآمدگی مکمل ہوئی اور کتنے پرچوں میں in parts ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! 88 چوریاں برآمد ہوئی ہیں اور 86 مقدمات میں مدعیان کو ان کا چوری شدہ مال مل گیا ہے ان کی تفصیل ساتھ لگی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 88 برآمدگیاں چوروں سے ہوئی ہیں، 88 چوروں کے مقدمات اس وقت کس stage پر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! وہ عدالتوں میں چل رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان میں سے کتنوں کو سزا ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ابھی تک میری اطلاع کے مطابق تمام کے مقدمات under process ہیں

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 1571 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اگر وقفہ سوالات کے دوران آ گئے تو اس سوال کو take up کر لیا جائے گا۔ اگلا سوال نمبر 4474 بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے اگر وقفہ سوالات کے دوران آ گئے تو اس سوال کو take up کر لیا جائے گا۔ اگلا سوال محترمہ شنیلا رُوت کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر: سوال نمبر 9165 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں غیر معیاری سلنڈر پھٹنے سے متعلقہ تفصیلات

*9165: محترمہ شنیلا رُوت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 16-2015 میں صوبہ بھر میں غیر معیاری سلنڈر پھٹنے کے کتنے واقعات کس کس جگہ ہوئے اور ان سے کتنی ہلاکتیں ہوئی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے غیر معیاری سلنڈر بنانے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) سال 2015/16 میں صوبہ بھر میں غیر معیاری سلنڈر پھٹنے کے کل 45 واقعات رونما ہوئے ہیں اور ان میں 93 افراد ہلاک ہوئے ہیں جن میں بالترتیب لاہور شہر میں 6 قصور 1، گوجرانوالہ 4، سیالکوٹ 1، نارووال 1، راولپنڈی 5، اٹک 1، جہلم 1، چکوال 1، سرگودھا 4، خوشاب 1، میانوالی 1، فیصل آباد 6، جھنگ 1، چنیوٹ 1، ملتان 1، ساہیوال 3، پاکپتن 2، ڈیرہ غازی خان 2، مظفر گڑھ 1 اور رحیم یار خان میں 1، سلنڈر پھٹنے کے واقعات ہوئے۔ اسی طرح ان اضلاع میں بالترتیب جن میں لاہور شہر میں 15، قصور 1، گوجرانوالہ 3، سیالکوٹ 2، نارووال 2، راولپنڈی 1، اٹک 2، سرگودھا 3، میانوالی 4، فیصل آباد 13، چنیوٹ 1، ملتان 5، ساہیوال 16، پاکپتن 17، مظفر گڑھ 1 اور ڈیرہ غازی خان 7 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

(ب) صوبہ بھر میں غیر معیاری سلنڈر بنانے والوں کے خلاف کریک ڈاؤن جاری ہے، جس کے نتیجے میں کئی افراد کے خلاف انسدادی کارروائی عمل میں لائی گئی، جس کے باعث سال 2017 میں ان واقعات میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ صوبہ بھر میں غیر معیاری سلنڈر بنانے والوں کے خلاف کریک ڈاؤن جاری ہے جس کے نتیجے میں کئی افراد کے

خلاف دہشت گردی کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔اس میں میرا سوال یہ ہے کہ کتنے لوگوں پر یہ کارروائی کی گئی اُس کی تعداد بتائی جائے،اس کارروائی میں کتنے افراد کو سزائیں ہوئیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ لکھا ہوا ہے 45 واقعات رونما ہوئے ہیں اور ان میں 93 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! سزائیں کیسے ملیں، کن لوگوں کو ملیں، کتنے افراد کو سزائیں ملیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس میں جن کو سزائیں ہوئی ہیں وہ بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! سارے کیسز کورٹس میں ہیں وہاں سے ہی سزائیں وغیرہ ہوئی ہیں۔ ہماری طرف سے تو crackdown ہوتا رہتا ہے، مکمل پابندی ہے اگر کوئی دُکان ایسی ہوتی ہے اُس کو سیل کر دیا جاتا ہے کسی قسم کا بزنس نہیں ہونے دیا جاتا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے دوسری مرتبہ یہ کہا ہے نمایاں کمی ہوئی ہے۔ یہ بتا دیں اُن کو کیا سزائیں دی گئی ہیں، اُن کے سٹورز بند کئے گئے ہیں، اُن کو کوئی جرمانہ کیا گیا ہے، کس قسم کی سزائیں اُن کو دی گئی ہیں تاکہ اس کی روک تھام ہو سکے اور کن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے؟ یہ تو کوئی جواب نہیں ہے کہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، اس سے نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ This is a very general argument.

جناب سپیکر: جو آپ نے سوال کیا ہے اُس کا وہ جواب دیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے تو تفصیل مانگی ہے میں نے کہا ہے کہ حکومت نے غیر معیاری سلنڈر بنانے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے تو کوئی تفصیل نہیں بتائی ایک جنرل سا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں categorically سب کچھ بتا دیا ہے آپ نے پڑھا نہیں ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے پڑھا ہے میں سوال کے جز (ب) کے اوپر سوال کر رہی ہوں، کیا سزائیں دیں؟

جناب سپیکر: جی، سزا انہوں نے نہیں دینی سزا تو عدالت نے دینی ہوتی ہے یہ prosecution والے ہی بتا سکتے ہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! ان کے نالج میں ہونا چاہئے اگر انہوں نے لوگوں کو پکڑا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے رپورٹ کر دیا ہے اب مزید ان سے پوچھتے ہیں جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! سزاؤں کے بارے میں اگر میری فاضل بہن کا کوئی سوال ہے تو یہ fresh question دے دیں ہم سزاؤں کے بارے میں ساری تفصیل لے لیں گے۔ جو واقعات ہوئے ہیں ان پر دکانیں seal کی گئی ہیں، مقدمات درج کئے گئے ہیں اور بندوں کو جیل بھیجا گیا ہے۔ اگر انہیں یہ detail چاہئے کہ عدالت نے کیا کیا سزا دی ہے تو ہم وہ بھی منگوا کر دینے کو تیار ہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے detail مانگی ہے میں نے سوال میں لکھا ہے کہ تفصیل سے آگاہ کیا جائے لیکن انہوں نے تفصیل نہیں دی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جتنے مقدمے ہوئے ہیں ان سب کو جیل بھیجا گیا ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ جز (ب) کو دیکھیں۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! حکومت نے جن لوگوں کو پکڑا ہے ان پر جو مقدمات کئے ہیں وہ کتنے لوگ ہیں، ان کو کیا سزائیں ملی ہیں اور جرائم میں کتنی کمی آئی ہے؟ انہوں نے بڑا عام سا جواب دے دیا کہ ہم نے کریک ڈاؤن کیا اور اس کے نتیجے میں کئی افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی جس کے باعث سال 2017 میں ان واقعات میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ جب سزا جزا کا سلسلہ ہی نہیں چلے گا، جب آپ غلط کام کرنے والوں کو سزا نہیں دیں گے تو پھر کمی کیسے آئے گی؟

جناب سپیکر: دیکھیں، وہ عدلیہ کا کام ہے اِن کا نہیں ہے انہوں نے تو prosecute کرنا ہے اور چالان بھیج دینا ہے باقی سزا دینا عدالتوں کا کام ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! انہوں نے کارروائی کی ہے ان کا کام ہے کہ اس کو مانیٹر کریں اور اس کو دیکھیں کہ کیا کوئی کارروائی ہوئی بھی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کو بتا دیں کہ کوئی کارروائی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! کارروائی تو سب کے خلاف ہوئی ہے اگر یہ detail چاہتی ہیں کہ عدالتوں نے سزا دی ہے یا نہیں دی ہے تو ہم اس کی detail منگوا کر دے دیں گے۔ ہمارا کام سزا دینا نہیں ہے بلکہ یہ عدالت کا کام ہے۔

جناب سپیکر: میں ان کو یہی بتا رہا ہوں لیکن وہ اس بات کو سننا نہیں چاہتیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس جواب کے جز (الف) میں راولپنڈی کے پانچ واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا دیں کہ پانچ واقعات کے مقدمے کا اندراج کس تھانے میں ہوا، کتنے لوگ گرفتار ہوئے اور کتنے لوگوں کے چالان ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ہم سے سوال پورے پنجاب کا کیا گیا تھا اس میں ہم نے بتا دیا ہے اگر یہ مقدمات کی تفصیل چاہتے ہیں کہ کس کس تھانے میں مقدمہ درج ہوا تو یہ ایک نیا سوال بنتا ہے ہم اس کی detail بھی منگوا دیتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں واضح لکھا ہوا ہے کہ کیا حکومت نے غیر معیاری سلنڈر بنانے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟ میں تو اسی کی تفصیل کا پوچھ رہا ہوں اور میں ایک شہر کا پوچھ رہا ہوں کہ جو پانچ واقعات ہوئے کیا ان کے مقدمے درج ہوئے ہیں؟ اسی کو کارروائی کہتے ہیں کہ وہ مقدمہ کس تھانے میں درج ہوا اور کتنے لوگوں کو گرفتار کیا گیا تو اس میں fresh question کہاں سے آ گیا حالانکہ سوال میں پوچھا جا رہا ہے کہ تفصیل سے آگاہ کریں؟ میں پورے پنجاب کا نہیں بلکہ صرف ایک شہر کا پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! اگر میرے دوست چاہیں تو میں کل بھی ساری detail دے سکتا ہوں۔ جتنے واقعات ہوئے ہیں ان پر ہم نے کارروائی کی ہے، مقدمے درج کئے گئے ہیں۔۔۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! 93 لوگ ہلاک ہوئے ہیں اور ان کی seriousness دیکھیں کہ ان کو کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ 93 لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور کوئی بھی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پھر ہمیں بتائیں کہ کیا کارروائی ہوئی؟

جناب سپیکر: یہ ماننے کو کون تیار ہے کہ کوئی کارروائی نہیں ہوئی انہوں نے پرچے درج کئے ہیں اور انہیں گرفتار کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ان تمام لوگوں کو گرفتار کیا گیا، ان کے چالان بھیجے گئے، ان کی دکانیں seal کی گئیں اور اب وہاں وہ بزنس نہیں کر سکتے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ عدالتوں نے کیا سزا دی ہے تو یہ fresh question کر دیں اگر نہیں کر سکتے تو میں ان کو personally بھی یہ ساری detail provide کرنے کو تیار ہوں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ جواب غیر تسلی بخش ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری قابل احترام ہیں میں سمجھتا ہوں کہ صرف باتوں سے کام لینا کہ کارروائی کی گئی ہے، مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کن کو گرفتار کیا گیا ہے؟ راولپنڈی میں جن پانچ واقعات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں دو ایسے واقعات ہیں جن میں گھروں کے اندر سلنڈر پھٹے ہیں۔ یہ مجھے بتائیں کہ ان واقعات میں انہوں نے کس کو گرفتار کیا ہے؟ جب تفصیل پوچھی گئی ہے تو ان کو بتانا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ آپ ہی بتائیں کہ کن کے گھروں میں واقعات ہوئے ہیں وہ پھر چیک کر کے آپ کو بتا دیں گے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس سوال میں تفصیل already پوچھی گئی ہے ظاہر ہے کہ یہ محترمہ شنیلا رُوت کا سوال ہے میں تو اس میں اپنے شہر کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ جو یہ جواب دے رہے ہیں وہ مکمل طور پر غیر تسلی بخش ہے۔ آپ kindly محکمے کو ہدایت دیا کریں اور ان سے بھی کہا کریں کہ تیاری کر کے آیا کریں ان چیزوں کو لطیفہ نہ بنایا کریں۔

جناب سپیکر: وہ تیاری سے آتے ہیں ایسی بات نہیں ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پھر یہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس بارے میں کچھ بتائیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ جو راولپنڈی شہر کے پانچ واقعات ہوئے ہیں ان میں کیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ہم نے جتنے مقدمات درج کئے تھے ان ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ہے۔ اگر میرے فاضل دوست ملزمان کے نام جاننا چاہتے ہیں یا یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس مقدمے میں کیا سزا جزا ہوئی ہے تو یہ نیا سوال دے دیں یا پھر مجھے موقع دے دیں میں ان کو provide کر دوں گا۔ اس وقت میرے پاس جو detail ہے میں نے وہ عرض کی ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر کے اس کا جواب دوبارہ detail کے ساتھ منگوا لیں کیونکہ محترمہ نے سوال میں تفصیل پوچھی ہوئی ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے تفصیل پوچھی ہے لیکن انہوں نے دی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! سوال نمبر 9169 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں عورتوں پر تشدد سے متعلقہ تفصیلات

*9169: محترمہ شنُیلا رُوت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 16-2015 میں صوبہ بھر میں عورتوں پر تشدد کے کتنے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں؟

(ب) اب تک کتنے مقدمات کس کس تھانے میں درج ہوئے اور کتنے ملزمان کو سزائیں ہوئیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) سال 16۔2015 میں صوبہ بھر میں خواتین پر تشدد کے 3723 واقعات رپورٹ ہوئے۔

(ب) 3723 درج شدہ مقدمات کی تھانہ وار اور مقدمات کی موجودہ صورتحال کی مکمل رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اب تک ان مقدمات میں 23 ملزمان کو سزا ہوئی جبکہ باقی مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شنُیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ سوال خواتین پر تشدد کے بارے میں ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ 16-2015 میں 3723 واقعات رپورٹ ہوئے جن میں سے صرف 23 ملزمان کو سزا ہوئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس میں کتنے لوگ بَری ہوئے؟

جناب سپیکر: یہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے آپ دیکھ لیں۔

محترمہ شنُیلا رُوت: جناب سپیکر! اس میں number of cases ہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنے لوگوں کو بَری کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 23 ملزمان کو تو سزا ہوئی ہے لیکن کتنے ملزمان کو بَری کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کچھ cases pending ہوئے ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! بالکل cases pending ہوئے ہیں۔ یہ تو ابھی تک جن کیسوں میں سزا ہوئی ہے وہ ہیں باقی تمام کیس عدالتوں میں pending ہیں۔

محترمہ شنُیلا رُوت: جناب سپیکر! 23 کیسوں میں فیصلے ہوئے ہیں باقی کیسوں کا کیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! یہ عدالتی کام ہے، میں عدالتی سسٹم پر کیا جواب دے سکتا ہوں کہ انہوں نے باقی کیسوں پر سزا کیوں نہیں دی؟ جن مقدمات پر فیصلے ہوئے ہیں ہم نے ان کا بتا دیا ہے کیونکہ فاضل ممبر نے سوال یہ کیا تھا کہ کتنے ملزمان کو سزا ہوئی؟ ہم نے جواب دیا کہ 23 ملزمان کو سزا ہوئی ہے اور بقیہ cases pending ہیں۔ اگر یہ کچھ مزید پوچھنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے fresh question کر لیں۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ عدالتوں نے باقی ملزموں کو ابھی تک سزا کیوں نہیں دی اس سلسلے میں ہم کیا جواب دے سکتے ہیں یہ تو عدالتیں ہی جواب دے سکتی ہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ صوبہ بھر میں 3723 خواتین پر تشدد ہوا ان میں سے صرف 23 ملزمان کو سزا ملی اور باقیوں کا کچھ پتا نہیں ہے۔ میرا سوال بڑا simple تھا جس کا ان کے پاس جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جواب نہیں ہے بلکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ باقی کیس کورٹ میں pending ہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں پوچھ رہی ہوں کہ بَری کتنے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق ابھی کوئی بھی ملزم بَری نہیں ہوا ہے تمام cases pending ہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گی کہ انوسٹی گیشن کا procedure کیا ہے، کس طرح سے ان لوگوں کو investigate کرتے ہیں جو خواتین پر تشدد کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! یہ بہت simple ہے جب کوئی تھانے میں complaint آتی ہے تو اس پر انوسٹی گیشن ہوتی ہے اور اس کے بعد evidence collect کر کے کیس کورٹ میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں سزا جزا ہوتی ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میرا تیسرا اور آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم نے 2015 میں Punjab Protection of Women against Violence Bill پاس کیا تھا اس حوالے سے میرا سوال یہ ہے کہ کتنی FIRs اس Bill کے تحت کٹی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جو FIRs ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری انہوں نے آپ کو explain کر دی ہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! نہیں، اس کے تحت نہیں کٹی، ان کو کہیں ناں کہ وہ جواب دیں۔ اس کے تحت ابھی تک ایک ایف آئی آر بھی نہیں کٹی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یقیناً۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ 354 دفعہ میں اتنی زیادہ evidence کی ضرورت نہیں، اس کی اپنی evidence ہی کافی ہوتی ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! پنجاب حکوت اس معاملے میں بڑی serious نظر آتی ہے اور انہوں نے خواتین کی حفاظت کے لئے بل پاس کیا ہے، ان پر جو تشدد ہوتا ہے لیکن کارکردگی یہ ہے کہ 3723 کیسز میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، 3727 کیسز۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! نہیں 3723 کیسز میں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! باقیوں کا کچھ بھی نہیں ہے، یہ جو سوال ہے، یہ بھی incomplete اور unsatisfactory ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا اس سوال کو pending کیا جائے اور اس کے جوابات جو ہیں وہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جی، بڑی مہربانی، بس ٹھیک ہے۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 9200 چودھری محمد اکرام کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہے۔ چلیں! یہ سوال وقفہ سوالات تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! میرے خیال میں آپ کا سوال پہلے pending ہوا تھا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، یہ سوال pending ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 9350 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خوشاب میں جعلی ڈرائیونگ لائسنز بنانے والے اہلکاروں کے خلاف کارروائی سے متعلقہ تفصیلات

*9350: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقاً آئی جی پنجاب جناب مشتاق احمد سکھیرا کے دور میں ضلع خوشاب میں بڑے پیمانے پر جعلی ڈرائیونگ لائسنسز کے اجراء کا ہونا رپورٹ ہوا۔ انہوں نے فوری طور پر اس کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بنائی اس کمیٹی میں کون کون آفیسر شامل تھے؟

(ب) اس کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق کتنے جعلی لائسنسز بنائے گئے یہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے نیز کتنے لوگ اس سیکنڈل میں ذمہ دار ٹھہرائے گئے ان کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی اور یہ کس رینک کے اہلکار و آفیسر تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں جعلی ڈرائیونگ لائسنس کا معاملہ رپورٹ ہوا تاہم آئی جی پنجاب نے کمیٹی کی تشکیل کا حکم زیر دستخطی کو دیا اس حکم پر ایک تحقیقاتی کمیٹی زیر نگرانی فرخ سہیل سندھو ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر خوشاب تشکیل دی گئی جس کے ممبران ظفر اقبال ڈی ایس پی آرگنائزڈ کرائم، سب انسپکٹر عبدالرحیم لائسنسنگ برانچ اور اے ایس آئی ثقلین حیدر ٹریفک سٹاف تھے۔

(ب) گزارش ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس اتھارٹی مورخہ 11.08.1982 تا مورخہ 20.04.2011 ضلع پولیس کے ماتحت کام کرتی رہی ہے مورخہ 21.04.2011 تا 08.09.2016 ڈرائیونگ لائسنسنگ اتھارٹی کو ٹریفک پولیس کے ماتحت کر دیا گیا، جس کا انتظام ایس پی ٹریفک ریجن سرگودھا کے پاس رہا۔ مورخہ 16.09.2016 سے لائسنسنگ اتھارٹی ضلع پولیس کے ماتحت کام کر رہی ہے۔

پنجاب پولیس کی طرف سے ڈرائیونگ لائسنس ہائے کا شفاف ریکارڈ رکھنے کے لئے Driving License Information Management System کا قیام عمل میں لایا گیا اور لائسنس ہولڈرز کو اپنے لائسنس آن لائن کروانے کی درخواست کی گئی۔ اس سلسلہ میں زیر دستخطی نے تشہیری مہم چلائی اور کمپیوٹرائزڈ / آن لائن کروانے کی درخواستوں پر جب ریکارڈ چیک کیا گیا تو لائسنس عدم ریکارڈ پائے گئے جس سے جعلی لائسنس کا معاملہ سامنے آیا جس کی تحقیقات کے لئے مندرجہ بالا کمیٹی تشکیل دی گئی۔ تحقیقاتی کمیٹی نے کانسٹیبل محمد الطاف نمبر 8823 جو کہ مورخہ 17.11.2001 تا 18.04.2011 بطور لائسنسنگ کلرک مورخہ 21.04.2011 تا 03.05.2012 مورخہ 17.01.2014 تا 23.07.2015 اور پھر مورخہ 23.07.2015 تا 31.08.2016 لائسنسگ برانچ میں ہی کام کرتا رہا ہے باوجود اس کے اس کی ڈیوٹی ریکارڈ کے مطابق بطور گن مین ڈی ایس پی ٹریفک بھی رہی تو سارے معاملے کا قصوروار ٹھہرایا۔ اس نے لائسنسگ برانچ میں SOP کی خلاف ورزی میں اپنی تعیناتی یا تسلط کو مختلف ذرائع سے ممکن بنائے رکھا۔ شبہ ہے کہ اس عرصہ کے دوران کانسٹیبل محمد الطاف مذکورہ نے بے شمار جعلی لائسنس بنائے۔ چونکہ بوگس لائسنس کا اندراج کسی رجسٹر یا ریکارڈ

میں نہ ہوتا ہے جس کا درست اندازہ نہیں لگایا جا سکتا لیکن کمیٹی کی اب تک چھان بین کے مطابق 173 لائسنس جعلی ثابت ہو چکے ہیں اور مزید چھان بین جاری ہے۔ کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں کانسٹیبل محمد الطاف نمبر 8823 کو کرپشن و جعلی لائسنس بنانے کا مرتکب پا کر سروس سے برطرفی کی سزا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پورے سوال پر بات کرنا چاہتا ہوں، آپ یہ دیکھیں کہ انہوں نے خود commit کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے commit کیا ہے کہ ادھر خوشاب میں کافی سارے جعلی لائسنس بنے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں بے شمار جعلی لائسنس بنے ہیں اور یہ جو کمیٹی انہوں نے بنائی، اب لائسنسنگ برانچ کے اندر صرف ایک بندہ محمد ارشد کانسٹیبل تھا جو سب کچھ کرتا رہا۔ یہاں سب انسپکٹر عبدالرحیم لائسنسنگ برانچ میں بھی موجود رہے جو انچارج ہوں گے، اے ایس آئی ثقلین حیدر صاحب ٹریفک سٹاف کے اندر موجود ہیں، پھر ڈی ایس پی، کوئی ایس پی یا کوئی ڈی پی او ان کے اوپر موجود ہو گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ جیسا انہوں نے بتایا ہے، ایک کانسٹیبل اتنا طاقتور تھا کہ اس نے دس سال بطور لائسنس کلرک کام کیا پھر ہٹا دیا گیا، پھر وہ ایک سال کے لئے لگ گیا، پھر ہٹایا گیا، پھر ڈیڑھ سال کے لئے لگ گیا، پھر ہٹایا گیا اور پھر ایک سال کے لئے لگ گیا۔ اس پر ایک کمیٹی بنی جس نے یہ commit کیا کہ بے شمار جعلی اور بوگس لائسنس بنے ہیں اور صرف ایک کانسٹیبل کو ملازمت سے برطرف کر کے ہاتھ جھاڑ کر پولیس ڈیپارٹمنٹ فارغ ہو گیا۔

جناب سپیکر! میں نے اس میں مطالبہ کیا تھا کہ اس انکوائری کی مکمل رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے لیکن کوئی دستخط شدہ رپورٹ ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! میرا مطالبہ یہ ہے کہ انکوائری رپورٹ کی نقل مجھے فراہم کی جائے تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وہ نقل فراہم کریں گے؟ میں نے رپورٹ مانگی ہے تبصرہ نہیں مانگا۔ آپ خود سمجھ لیں کہ یہ اتنے سارے جعلی لائسنس بنے ہیں اور صرف ایک کانسٹیبل پر ذمہ داری ڈال کر سارا محکمہ فارغ

ہو گیا۔ میں بالکل یقین سے یہ بات کہتا ہوں اور بد گمانی نہیں کرتا کہ یہ کام اکیلا آدمی نہیں کر سکتا۔ اس کی پوری supervision اور سپر وائزر ہوتے ہیں اور ملی بھگت کے ساتھ اس کے اوپر والے افسران شامل ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں یہ بڑے پیمانے پر کاروبار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ چاہتا ہوں کہ جو بھی انکوائری ہوئی اس کی رپورٹ مجھے فراہم کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میں یہ انکوائری رپورٹ انہیں دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس انکوائری رپورٹ موجود ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! انکوائری رپورٹ میرے پاس موجود ہے میں دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کی fact-finding کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! اس کی finding وہ ہے جو ہمارے جواب میں آئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ انکوائری رپورٹ ان کو دے دیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر کو انکوائری رپورٹ کی کاپی فراہم کر دی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں میں یہ رپورٹ پڑھ کر ایک ضمنی سوال بعد میں کر لوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا سوال pending کیا جاتا ہے آپ رپورٹ پڑھ کر ضمنی سوال کر لینا۔ ابھی ہم آگے چلتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے سوال نمبر بو لئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 9364 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سیف سٹی پروگرام کے لئے فنڈز اور کیمروں سے متعلقہ تفصیلات

*9364: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی سکیورٹی (سیف سٹی پروگرام) کے لئے کن کن سڑکوں پر سکیورٹی کیمرے نصب کر دیئے گئے ہیں اور کن سڑکوں پر ابھی تک کیمرے نہیں لگائے گئے یا کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے اس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ب) لاہور میں سیف سٹی پروگرام مکمل کرنے کے لئے کتنا فنڈز موجودہ مالی سال 18-2017 میں رکھا گیا ہے نیز کام مکمل کرنے کی مدت بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جی. ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پر کیمروں کے پوائنٹ بنا دیئے گئے ہیں لیکن ابھی تک تو کیمرے نہیں لگائے گئے ہیں اور کام بند پڑا ہوا ہے۔ اس کی وجہ بیان فرمائی جائے نیز حکومت کب تک مذکورہ روڈ پر کام مکمل کرے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی پنجاب اسمبلی کے ایکٹ نمبر 1-2016 پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی ایکٹ 2016 کے تحت بنائی گئی۔ پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ جدید آلات و ذرائع کی مدد سے امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے اور شہریوں کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ اس مقصد کے لئے IC3 سنٹر لاہور پر کام شروع کیا گیا انٹیگریٹڈ کمانڈ کنٹرول اور کمیونیکیشن سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی انتظامی ذمہ داری پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے پاس ہے IC3 لاہور پراجیکٹ کے تحت لاہور کی تمام اہم شاہراہوں، حساس مقامات اور اہم عمارتوں پر سکیورٹی کیمرے نصب کرنا شامل ہے۔ اب تک چھ ہزار کیمروں میں سے 4696 کیمرے شہر میں نصب کئے جا چکے ہیں۔ تقریباً تین ہزار کیمرے اس کے علاوہ ہوں

گے جو کہ پولیس کی مختلف گاڑیوں اور دیگر مقامات پر لگائے جائیں گے یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی نے موبائل سرویلنس وین کو بھی سسٹم میں شامل کیا ہے جو کہ اہم مقامات کی سیکیورٹی اور جلسے جلوسوں کی نگرانی کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے شہر کے اندر ترقیاتی کاموں کی وجہ سے سکیورٹی کیمروں کا فائبر آپٹک کیبل کے ذریعے IC3 سنٹر سے رابطہ کچھ تعطل کا شکار ہے اور جلدی ہی تمام سکیورٹی کیمروں کو سنٹر سے منسلک کر کے فنکشنل کر دیا جائے گا ڈی ایچ اے اور کینٹ کے متعلقہ علاقوں میں ضروری اجازت نامے حاصل کرنے کا عمل جاری ہے۔لاہور کی مین شاہراہوں پر نصب کیمروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 18-2017 کے لئے پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کو IC3 سنٹر کے پراجیکٹ کے لئے 5485.192 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ 31۔دسمبر 2017 کو پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

(ج) جی ٹی روڈ باغبانپورہ پر کیمروں کی تنصیب کا کام جاری ہے، لیکن دوسرے ترقیاتی کاموں کی وجہ سے زیر زمین بنیادی ڈھانچہ زیر تکمیل ہے جس کی وجہ سے فائبر آپٹک کیبل کو بچھانے کا عمل تکمیل کے مراحل میں ہے۔امید کی جاتی ہے کہ روڈ پراجیکٹ کی مدت تکمیل تک کام مکمل کر لیا جائے گا کیمرہ پوائنٹس پر مرحلہ وار کام انجام دیا جاتا ہے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(الف) میں ان سے پوچھا تھا کہ یہاں پر کتنے کیمرے لگے ہوئے ہیں یہ جو سیف سٹی پراجیکٹ کے تحت لگائے گئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ 6 ہزار میں سے 4696 کیمرے شہر میں نصب کئے جا چکے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنے کیمرے functional ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری موصوف! بڑا simple question ہے لیکن اس کا جواب صحیح آنا چاہئے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ کتنے اس میں سے functional ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میں گزارش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، تمام کے تمام functional ہیں یا کہیں خرابی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! اس میں 8 ہزار کیمرے لگے ہیں جس وقت یہ جواب آیا تھا تو اس وقت کم لگے تھے۔ اب میں latest صورتحال بتانے لگا ہوں، اب 8 ہزار کیمرے لگ گئے ہیں، جب یہ figure آئی تھی تو اس وقت 4696 کی تھی، اب تقریباً سارے کیمرے functional ہیں اور صرف چند جگہیں جس میں ڈیفنس اور کینٹ شامل ہیں جہاں سے ہمیں این او سی نہیں مل رہا otherwise تمام کیمرے لگ چکے ہیں اور functional ہیں۔ اب ہمارے پول ڈی ایچ اے اور کینٹ میں بھی لگ چکے ہیں۔ اب صرف این او سی کا انتظار ہے تو اس وقت کیمرے لگ جائیں گے اور functional ہو جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز پارلیمانی سیکرٹری کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ جو کیمرے لگنے کا عمل شروع ہوا اور کئی ماہ سے انہوں نے لاہور کے ہر چھوٹے اور بڑے چوک چوراہے کو کھود مارا۔ اب اس کو چھ ماہ ہو گئے ہیں لیکن وہاں روڈ کٹ repair نہیں ہوئے اور پورا لاہور تباہ حال ہو گیا ہے۔ آپ محلوں کے اندر چلے جائیں، چھوٹے چوکوں میں چلے جائیں، چوراہوں میں چلے جائیں انہوں نے روڈ کٹ لگا کر پائپ نیچے سے نکالا، اوپر سے مٹی ڈالی اور غائب ہو گئے تو میں آپ کے توسط سے حکومت کو یہ کہنا چاہوں گا کہ لوگ بہت زیادہ disturb ہو رہے ہیں، اس میں سے مزید پتھر نکل رہے ہیں پورے شہر کے اندر گرد و غبار اور آلودگی سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے جو روڈ کٹ لگائے تھے اس جگہ پر روڈز بہت زیادہ خراب ہو گئی ہیں۔ دیکھیں! آپ نے جس کمپنی کو بھی ٹھیکہ دیا ہے وہ فری میں تو نہیں دیا۔ انہوں نے ارب ہا روپیہ لیا ہے۔

جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق اگر انہیں دس بارہ ارب روپیہ ملا ہے تو جب یہ روڈ کٹ لگے تو اس کو اسی وقت پر repair ہونا چاہئے تھا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ابھی تک اکثر و پیشتر روڈ کٹ اسی طرح پڑے ہیں لہٰذا ان کو فوری طور repair کروانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! انہوں نے جو بات کی ہے آپ بھی اس کا نوٹس لیں اور پارلیمانی سیکرٹری آپ بھی اس کا تدارک فوری طور پر کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جی، فوری طور پر تدارک کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ تمام علاقوں میں کیمرے لگ چکے ہیں۔ اسی سوال کے جز (ج) میں جی ٹی روڈ باغبان پورہ پر کیمرے کی تنصیب کے بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر تنصیب کا کام جاری ہے مگر مجھے وہاں پر کوئی کیمرہ نظر نہیں آیا تو کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ وہاں پر کیمرے لگے ہیں یا نہیں اور اگر کیمرے لگے ہیں تو کس جگہ پر لگے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، باغبان پورہ جی ٹی روڈ پر کیمرے لگے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! بالکل وہاں کیمرے لگ چکے ہیں۔ وہاں پہلے اورنج لائن ٹرین کی وجہ سے کام رکا ہوا تھا۔ اب بالکل کیمرے functional ہو چکے ہیں۔ میں اپنی بہن فاضل ممبر کو دعوت دیتا ہوں اور چاہے تو یہ کنٹرول سنٹر قربان لائن تشریف لائیں، ہمارے پارلیمنٹیرین اُدھر تشریف لا سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں نے بھی دیکھا ہے، میں نے وہاں visit کیا ہے۔ میڈم! آپ بھی میرے ساتھ تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! آپ قربان لائن پر بھی جا سکتے ہیں اور موقع پر ان کو visit کرایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں باغبان پورہ میں خود رہتی ہوں جو کہ آپ کو علم ہے۔ مجھے وہ کیمرے نظر نہیں آئے۔۔۔

جناب سپیکر: جو آپ نے نشاندہی کی ہے اس کو آپ دوبارہ پھر لا سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے کیمرے نہیں لگائے تو اس کا فوری نوٹس لیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ان سے اگلا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو کیمرے لگے ہیں تو کیا ان کی resolutions اتنی ہے کہ جب ہم دور سے کرائم سین کو دیکھتے ہیں تو کیا وہ ملزم کا چہرہ پہنچانا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، ان کی کوشش تو یہ ہے لیکن اس میں کچھ خامیاں آجاتی ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کیونکہ کچھ ایسے واقعات ہمارے لاہور شہر میں ہوئے ہیں جہاں پر یہ bomb-blasts وغیرہ ہوئے تھے جس میں خاص طور پر جو ارفع کریم ٹاور کے قریب bomb-blast ہوا تھا تو اس سے ہمیں یہ پتا چلا تھا کہ کیمرے functional نہیں تھے یا ان کی صلاحیت اتنی نہیں تھی کہ وہ چہرہ identify کر سکتے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان کیمروں کی اتنی صلاحیت ہے کہ اگر کرائم سین کی کوئی فوٹیج ان کے پاس آتی ہے تو وہ چہرے کو identify کر سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جی، بالکل ان کیمروں میں یہ capacity ہے، یہ بہت اچھے اور ماڈرن کیمرے ہیں۔ اب چونکہ سسٹم مکمل طور پر لگ چکا ہے اس سے پہلے جو شکایات آتی رہی ہیں وہ انشاءاللہ تعالیٰ اب نہیں آئیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کیمرے تو وہی ہیں، بہرحال۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے جو کہا ہے کہ:

> "جدید آلات و ذرائع کی مدد سے امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے اور شہریوں کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔"

جناب سپیکر! کیا مجھے یہ لاہور شہر میں کوئی ایک مثال دے سکتے ہیں کہ ان کیمروں کی وجہ سے کوئی کرائم ہونے سے یہ روک سکے ہیں، اس کے اوپر اتنی بڑی انوسٹمنٹ ہوئی ہے، جیسا کہ 18-2017 میں بھی اس کے لئے 5485 ملین روپے مختص کئے گئے تھے تو ہمارے بجٹ کا اتنا بڑا حصہ ان کو جو دیا جا رہا

ہے کیا کوئی ایک واقعہ یہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان کیمروں کی مدد سے انہوں نے کوئی کرائم ہونے سے روکا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً روکے ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ابھی چونکہ یہ سسٹم اب مکمل ہوا ہے لیکن میں ایک واقعہ ان کو ضرور بتاؤں گا کہ جس سے پوری قوم بھی واقف ہے کہ جو یہاں مال روڈ پر بم بلاسٹ ہوا تھا جس میں ہمارے ڈی آئی جی شہید ہوئے تھے، ان کیمروں نے ان ملزموں کو آدھے گھنٹے تک وہاں پولیس کو پہنچا دیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا اتنا اچھا پراجیکٹ ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ پورا شہر secure ہو گا۔ ہر چیز watch کی جا رہی ہے، ہر جگہ کیمرے active ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے results قوم کے سامنے آئیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس کی افادیت سے تو میں انکار نہیں کروں گی، بیشک یہ ایک اچھا پراجیکٹ ہے مگر کیا یہ وہ results ہمیں دے رہا ہے۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ کیا کوئی کرائم روکا جا سکا ہے، ہونے کے بعد تو چلیں وہ دوسری بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کافی بہتری آئی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کیا کوئی کرائم روکا جا سکا ہے۔ کوئی مثال دیں گے کہ کیمرے سے یہ چیز روکی گئی ہے۔

جناب سپیکر: روکنے کی بات تو اور ہے لیکن کافی بہتری ہے، جو ہم سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! مال روڈ پر ڈی آئی جی صاحب شہید ہو گئے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگ شہید ہو گئے تو یہ کوئی بہتری تو نہ ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ پہلے کی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا، میں سسٹم کو explain کرنے لگا ہوں کہ یہ جو کیمرے ہیں ان میں تیس دنوں تک یہ data جمع رہتا ہے اور جب بھی

جہاں کوئی واردات ہوتی ہے اس کی فوٹیج یہاں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ تمام چیزیں ریکارڈ ہو رہی ہیں۔ جہاں بھی واردات ہوتی ہے وہاں ان سے مدد لی جاتی ہے۔ جہاں بھی کسی کو ضرورت پڑتی ہے، ریکارڈ ان کے پاس موجود ہے، وہ سارا search کیا جاتا ہے اور ملزم trace کر لئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی فاضل ممبر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جس وقت کی بات کر رہی ہیں اس وقت یہ کیمرے ادھر functional نہیں تھے۔ کافی جگہوں پر اورنج لائن ٹرین کی وجہ سے کیمرے نہیں تھے کیونکہ وہاں کھدائی ہو رہی تھی۔ بقیہ ڈیفنس، ڈی ایچ اے سے NOC's درکار تھے۔ اب یہ ہمارا سسٹم مکمل ہوا ہے۔ صرف اس میں چند کیمرے رہ گئے ہیں۔ ڈی ایچ اے اور کینٹ ایریا میں پوری طرح سے یہ سسٹم active ہو چکا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کے results سب کے سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ماشاءاللہ۔ اگلا سوال میاں طارق محمود آف ڈنگہ!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مہربانی۔ سوال نمبر 9405 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ایلیٹ فورس بیدیاں روڈ کے دفاتر اور رہائش گاہوں سے متعلقہ تفصیلات

*9405: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایلیٹ فورس بیدیاں روڈ لاہور میں پنجاب پولیس کے کن کن افسران کے دفاتر ہیں؟

(ب) ایلیٹ ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ کتنے رقبہ پر کب قائم ہوا تھا؟

(ج) اس جگہ کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں اور ان میں کون کون سے افسران رہائش پذیر ہیں؟

(د) ایلیٹ فورس کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) ایلیٹ فورس کی تعداد کتنی ہے اور اس کے اخراجات کی تفصیل سال 2016-17 اور 2017-18 کی دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول میں جن پولیس افسران کے دفاتر موجود ہیں ان کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1. ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول کے رقبہ کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2. (ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول 1997 میں قائم ہوا۔

(ج) ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول میں ٹوٹل 17 سرکاری رہائش گاہیں موجود ہیں جن میں سات افسران بالا کی رہائش گاہوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1.	کرنل پرویز اقبال	کمانڈنٹ	EPTS
2.	SSP فیاض احمد سنبل	شہید	
3.	میجر خالد سعید ٹوانہ	EPTS	DD/Training
4.	میجر علی نواز جنجوعہ	EPTS	DD/Training
5.	کرنل ریٹائرڈ سعد سلیم	ڈائریکٹر	SOU,EPF/HQ
6.	رائے بابر سعید	SSP	
7.	سرفراز احمد فلکی	SSP	

مزید براں 10 رہائش گاہیں ایلیٹ پولیس فورس کے ملازمین کو آلاٹ کی گئی ہیں جن کی تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایلیٹ فورس کے انچارج کا نام:

افضل محمود بٹ، BPS – 20, DIG

(ہ) ایلیٹ پولیس فورس کی تعداد کی تفصیل Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید اخراجات کی تفصیل Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس میں جز (ہ) پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں ایک سمری آف ایلیٹ پولیس فورس پنجاب دی ہوئی ہے۔ اس میں جو vacant posts ہیں وہ 4342 ہیں جبکہ ٹوٹل

sanctioned posts جو ہیں وہ 11672 ہیں اور ان کو جو 17-2016 میں allocation ہوئی ہے وہ 315596820 ہے اور جب اس سال ان کو جو allocation ہوئی ہے وہ 210710000 ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ پوسٹیں جو ہیں یہ ان کو fill کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! انشاء اللہ۔ یہ ضرور fill ہوں گی، یہ process تقریباً چل رہا ہے تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مالی سال میں اس کے لئے فنڈز بھی مزید ہوں گے اور یہ posts fill کردی جائیں گی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا وجہ ہے کہ بھرتی کیوں روکی ہوئی ہے، کوئی پابندی ہے یا ویسے ہی یہ بھرتی روکی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! بھرتی تو ہوتی رہتی ہیں۔ عام پولیس میں بھی اور ایلیٹ فورس میں بھی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ process ہو رہا ہے، وہ بھی جلدی ہو جائے گی، کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پابندی نہیں ہے۔ وہ جلد کوشش کر رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 9416 ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اگر وہ وقفہ سوالات کے دوران آ گئے تو یہ سوال take up کر لیا جائے گا، اگر باری آ گئی۔ اگلا سوال حاجی عمران ظفر کا ہے۔ جی، حاجی صاحب!

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! سوال نمبر 9453 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں پولیس ملازمین کی تعداد اور مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*9453: **حاجی عمران ظفر:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں پولیس ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ب) اس ضلع میں کس کس گریڈ اور عہدہ کے کتنے پولیس ملازمین کی ضرورت ہے؟

(ج) اس ضلع میں کتنے تھانہ جات اور چوکیاں ہیں؟

(د) گجرات شہر کے تھانوں کے نام اور چوکیوں کے نام بتائیں؟

(ہ) گجرات شہر میں یکم جنوری 2017 سے آج تک کتنی ڈکیتی کی وارداتیں ہوئی ہیں کتنے مقدمہ جات درج ہوئے ہیں اور کس کس تھانہ میں درج ہوئے ہیں؟

(و) کیا حکومت اس شہر میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے مزید پولیس نفری تعینات کرنے اور سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) ضلع ہذا میں ایک ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر، ایک ایڈیشنل SP، 6ڈی ایس پیز، 1ڈی ایس پی لیگل، 25انسپکٹر، 142 سب انسپکٹر، 246اے ایس آئی، 466ہیڈ کانسٹیبل اور 3307 کانسٹیبل تعینات ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں SP=1، 1ڈی ایس پی، 1ڈی ایس پی لیگل، 6 انسپکٹر لیگل، 20 انسپکٹر، 46 سب انسپکٹر، 14 ہیڈ کانسٹیبل اور 496 کانسٹیبل کی کمی نفری ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں کل 23 تھانہ جات اور 26 چوکیاں قائم ہیں۔

(د) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع گجرات میں سال 2017 میں آج تک کل 19 ڈکیتی کی وارداتیں ہوئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ضلع گجرات میں کم نفری کو پورا کرنے کے لئے کانسٹیبلان کی مزید بھرتی کی جارہی ہے جو ماہ دسمبر تک مکمل ہو جائے گی۔ مزید برآں موجودہ حالات میں ضلع گجرات کی آبادی اور جرائم کے پیش نظر مزید پولیس نفری بڑھائے جانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب تسلی بخش ہے؟

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: جی، کون سے جز پر ضمنی سوال ہے؟

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! سوال کے جواب جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ "ضلع ہذا میں ایس پی۔1، ڈی ایس پی۔1، ڈی ایس پی (لیگل)1، انسپکٹر (لیگل)6، انسپکٹر20، سب انسپکٹر46، ہیڈ کانسٹیبل14 اور کانسٹیبل496 کی کمی ہے"۔ اب یہ جو ایس پی کی سیٹ خالی ہے یہ کب سے خالی ہے، یہ ذرا بتایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! یہ تو مجھے نہیں علم کہ کب سے خالی ہے۔ میرے فاضل دوست نے جس طرح یہ سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے لیکن یہ fill جلدی ہو جائے گی۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! کافی عرصہ سے یہ سیٹیں خالی ہیں اور یہ آپ خود حساب لگالیں کہ ایک ایس پی ایک ڈسٹرکٹ میں ذمہ دار آفیسر ہوتا ہے اور اس کی کمی کی وجہ سے وہاں پر کیا حالات ہوں گے۔ وہاں پر گجرات میں انہوں نے لکھا ہے کہ ایک ڈی ایس پی کی سیٹ بھی خالی ہے۔ ڈی ایس پی (ٹریفک) کی پچھلے تقریباً چار ماہ سے زیادہ عرصہ سے سیٹ خالی ہے اور آج ان سے کوئی date لے لیں کہ کب تک یہ fill ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔ بتادیں کہ کب تک یہ fill ہو جائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ابھی shortage ہے اور جس وقت بھی کوئی availability ہوتی ہے تو انشاء اللہ ایس پی صاحب بھی ادھر چلے جائیں گے۔ اسی طرح دوسری جو بھرتیاں ہیں وہ بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے انسپکٹر وغیرہ جو ہیں وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت availability ہوتی ہے ضرور ادھر بھیج دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جلدی کروادیں۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! جز (ہ) میں انہوں نے ڈکیتیوں کے حوالے سے بتایا ہے کہ ڈسٹرکٹ گجرات میں 2017 میں 19 ڈکیتیاں ہوئی ہیں تو یہ ذرا بتادیں کہ ان میں سے کتنی گرفتاریاں ہوئی ہیں، ان

ڈکیتیوں میں سے کوئی ڈکیتی trace بھی ہوئی ہے اور خاص طور پر گجرات شہر کی جن تین ڈکیتیوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کا کچھ بتادیں کہ کیا ان میں سے کوئی ڈکیتی trace ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: گجرات شہر کے کون سے تھانے کی؟

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! گجرات شہر کا تھانہ سول لائن اور شاہین چوک؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں وہ جو پوچھ رہے ہیں، آپ کے پاس اس کا جواب ہے، کتنی برآمدگیاں ہوئی ہیں، کتنے ملزم پکڑے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ٹوٹل 19 وارداتیں تھیں۔ ان میں 15 ملزمان گرفتار ہوئے، چالان ہوئے، برآمدگیاں ہوئیں۔ ابھی تک دو زیر تفتیش ہیں اور دو عدم موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ملزمان کی تلاش جاری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جی، جاری ہے۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! گجرات شہر تھانہ سول لائن کا تو بتادیں کہ جو دو ڈکیتیاں ہوئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! سول لائن تھانہ میں مقدمہ نمبر 713 ہے، یہ بھی زیر تفتیش ہے اور مقدمہ نمبر 165 ہے، وہ بھی زیر تفتیش ہے، تفتیش جاری ہے۔

جناب سپیکر: دونوں کی تفتیش جاری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جی، دونوں کی تفتیش جاری ہے۔

جناب سپیکر: جلد گرفتاری کا امکان ہے۔ تلاش جاری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چوہدری طارق سبحانی!

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر9492 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چودھری طارق سبحانی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: فرینزک سائنس لیبارٹری ٹھوکر نیاز بیگ پر خرچہ اور ملازمین کی تفصیلات

*9492: چودھری طارق سبحانی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فرینزک سائنس لیبارٹری ٹھوکر نیاز بیگ لاہور پر کل کتنا خرچہ آیا ہے؟

(ب) لیبارٹری کے کل کتنے ملازمین ہیں اور ان کو کس قواعد وضوابط کے تحت بھرتی کیا گیا ہے، گریڈوار بتایا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ ملازمین کو کورس پر بیرون ملک بھجوایا گیا اگر درست ہے تو ان پر کیا خرچہ آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل):

(الف) پراجیکٹ فرانزک سائنس لیبارٹری کی تعمیر پر ترقیاتی فنڈز 2549.547 ملین روپے خرچ ہوئے جس میں(i)زمین کی مالیت(ii)عمارت کی تعمیر(iii) مختلف آلات / گاڑیاں (iv)32سائنسدانوں کی بیرون ملک ٹریننگ اور تین سال کی ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ وغیرہ 13۔ 2012 سے مالی سال17۔2016 تک غیر ترقیاتی فنڈز سے3437.442 ملین روپے تنخواہوں اورoperationalلاگت پر خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) پنجاب فرانزک سائنس ایجنسی میں ملازمین کی بھرتیPolicy, Contract Appointment 2004کے تحت کی گئی ہے

ملازمین کی کل تعداد: 867

مروجہ پالیسی کے تحت بھرتی شدہ	714
بھرتی شدہ ملازمین کی تعداد درج ذیل ہے:	
فرانزک سائنٹسٹ:	112
جونیئر فرانزک سائنٹسٹ:	192
دیگر سٹاف:	410

(ج) درست ہے ۔32 ملازمین کو مالی سال 10-2009 میں کورس پر امریکہ بھجوایا گیا۔ کل خرچہ 86.860 ملین روپے آیا ہے۔ اس حساب سے ایک ملازم پر خرچہ اندازاً 2.714 ملین روپے آیا ، سائنسدانوں کو بیرون ملک کورس کروانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اُن کی تربیت کے لئے کوئی بھی ادارہ پاکستان میں موجود نہ ہے اس لئے ان کو جدید تعلیم کے لئے امریکہ بھجوایا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ جو ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں ان میں فرانزک سائنٹسٹ کی تعداد 112 اور جونیئر فرانزک سائنٹسٹ کی تعداد 192 ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کی eligibility کے لئے basic qualification کیا ہے؟

جناب سپیکر: کس کی qualification?

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! فرانزک سائنٹسٹ کی qualification پوچھی ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر qualification پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! اس کے لئے تو fresh question بنتا ہے۔ اگر میرے فاضل دوست چاہیں تو میں انہیں personally یہ information provide کر سکتا ہوں لیکن اس وقت میرے پاس اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ہے۔

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! جی کیا فرمایا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! ان کی M.Phil. qualification ہے۔
چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! کس سبجیکٹ میں M.Phil. ہے؟
جناب سپیکر: اب یہ دوسرا سوال آگیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کون سے سبجیکٹ میں M.Phil ہے؟
چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! M.Phil. تو qualification کا نام ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس سبجیکٹ میں M.Phil ہیں؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر! M.Phil in Criminology.
جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 9510 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ سوال ان کے آنے تک pending کرتے ہیں اگر وہ وقفہ سوالات کے دوران آگئے اور ان کی باری آ گئی تو اس سوال کو take up کیا جائے گا۔ اگلا سوال نمبر 9605 محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 9350 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے اس سوال کا جواب نہیں آیا لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ کیا اس سوال کا جواب آگیا ہے؟
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب نہیں آیا۔
جناب سپیکر: ڈولفن پولیس سے متعلق ڈاکٹر صاحب کا چھوٹا سا تو سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ یہ سوال pending فرما دیا۔ میں نے پہلے سوال میں انکوائری رپورٹ مانگی تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس انکوائری رپورٹ ہے۔ میں بہت ہی آدب سے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ کوئی انکوائری رپورٹ نہیں ہے۔ ڈی پی او صاحب نے اسے نوکری سے برخواست کیا یہ اس کا آرڈر ہے۔ یہ کمیٹی تین افراد پر مشتمل تھی اور انکوائری رپورٹ پر تینوں افراد کے دستخط ہونے تھے۔ اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔
جناب سپیکر: یہ اس طرح ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اس سوال نمبر 9350 کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور کمیٹی ایک ماہ میں رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔ جو سوال رہ گئے ہیں میں وہ بولتا ہوں۔ اگلا سوال

نمبر1571جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر4474 بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 9200چودھری محمد اکرام کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر9416ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر9510الحاج الیاس چنیوٹی کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر9605 محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (رانا محمد افضل): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد: تھانہ گڑھ پی پی۔58 کی اپنی عمارت بنانے کی تفصیلات

*1571: **جناب احسن ریاض فتیانہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ گڑھ پی پی۔58 فیصل آباد کی اپنی عمارت نہ ہے یہ تھانہ پرانے بنگلہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس تھانہ کی اپنی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) پنجاب پولیس دویلپمنٹ پلان کے تحت بحوالہ چھٹی نمبری HC/10393 مورخہ 30.12.2011 اور چھٹی نمبری HC/11277 مورخہ 03.10.2013 جناب IGP پنجاب لاہور (Attention:- AIG/Development) کو تھانہ گڑھ کی نئی عمارت بنانے کے لئے لیٹر بھجوائے گئے ہیں جو ہمراہ ایوان میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

بابت تعمیر تھانہ گڑھ جگہ کے حصول کے لئے SP ایڈمن اور SP صدر ڈویژن پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس نے 2/3 جگہوں کا معائنہ کیا ہے لیکن اب تک مناسب جگہ کا تعین نہ ہو سکا ہے۔ جس سے تھانہ کی حدود میں رہنے والی عوام کا آسانی کے ساتھ رابطہ و رسائی ممکن ہو۔ مناسب جگہ کی تلاش تیزی کے ساتھ کی جارہی ہے جیسے ہی مناسب جگہ مل گئی تو اس پر final approval حاصل کرتے ہوئے فوری طور پر تھانہ گڑھ کی بلڈنگ کی تعمیر عمل میں لائی جائے گی۔

صوبہ بھر میں ٹریفک وارڈن نظام سے متعلقہ تفصیلات

*4474: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت صوبہ کے کس کس شہر میں ٹریفک وارڈن کا نظام کام کر رہا ہے؟

(ب) ان شہروں میں ٹریفک وارڈن کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، تفصیل شہر وار بتائیں اور ان ٹریفک وارڈنز کو تنخواہ کس سکیل کے مطابق دی جارہی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان شہروں میں ٹریفک کنٹرول کے نظام سے مطمئن ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت صوبہ کے پانچ اضلاع لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان، اور گوجرانوالہ میں ٹریفک وارڈن سسٹم کام کر رہا ہے۔

(ب)

ڈسٹرکٹ	تعداد اسامیاں	سکیل
لاہور	3400	BS-14
راولپنڈی	1320	-do-
ملتان	650	-do-
فیصل آباد	1040	-do-
گوجرانوالہ	513	-do-

(ج) ٹریفک پولیس Courtesy, Service & Excellence کے جذبہ سے سرشار عوام کی خدمت پر ہمہ وقت مامور ہے۔ اس کے علاوہ ٹریفک پولیس نے ایک ایجوکیشن یونٹ بھی قائم کیا ہوا ہے، جو کہ نا صرف عوام الناس بلکہ نوجوان، طالب علموں اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والوں میں ٹریفک ایجوکیشن اور ٹریفک قوانین کی آگاہی یقینی بنانا ہے، ٹریفک ایجوکیشن یونٹ، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز اور دیگر اداروں میں ٹریفک ورکشاپس، سیمینارز اور لیکچرز کا اہتمام کرتا ہے تاکہ لوگوں میں ٹریفک شعور کو اُجاگر کیا جاسکے۔ مزید یہ ٹریفک پولیس راستہ FM ریڈیو 88.6 کے ذریعے عوام الناس اور road users کو ٹریفک اور روڈز کی اپ ڈیٹس فراہم کرتا ہے مزید برآں گاڑیوں میں موجود پبلک ایڈریس سسٹم کے ذریعے اور مختلف TV پروگرامز کے ذریعے عوام الناس اور road users کو ایجوکیٹ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ ٹریفک کے بہتر بہاؤ کے لئے ٹریفک پولیس اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہی ہے، عوامی حلقے سیاسی، سماجی اور حکومتی انتظامیہ ٹریفک پولیس کے کام سے مطمئن ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں عمارات سے محروم تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*9200: چودھری محمد اکرام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع سیالکوٹ میں کتنے تھانے سرکاری عمارات سے محروم ہیں حکومت کب تک ان کی بلڈنگ بنادے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

گزارش ہے کہ ضلع ہذا میں کل 27 تھانہ جات ہیں جن میں سولہ تھانہ جات سرکاری بلڈنگ میں ہیں اور گیارہ تھانہ جات غیر سرکاری بلڈنگ میں ہیں، جن میں سے دو تھانہ جات تھانہ کوٹلی لوہاراں اور تھانہ بڈیانہ کی بلڈنگ تیار ہو رہی ہیں اور پراسس جاری ہے اور چھ تھانہ جات کی چٹھیPC-I کی منظوری کے لے آئی جی پنجاب کو لکھی تھی اور اس ضمن میں چھ تھانہ جات کی تعمیر کے لئے PC-I اورRough Cost Estimate مقررہ تاریخ کے بعد ہونے کی وجہ سےADP میں شامل نہ ہو سکے۔

ضلع سیالکوٹ کے تھانہ جات میں ڈکیتی کے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*9416: ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2016 سے 31۔ اگست 2017 تک ضلع سیالکوٹ میں ڈکیتی کی کتنی واردات ہوئی ہیں تفصیل تھانہ وار بتائیں کتنے پرچے درج ہوئے ہیں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں مفرور ملزمان کے نام، پتاجات کی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کتنے مقدمہ جات میں مال مسروقہ برآمد ہوا ہے اور کتنے مقدمہ جات کا مال مسروقہ برآمد کردہ واپس مالکان کو کیا گیا ہے؟

(ج) کتنے لوگوں / متاثرہ افراد کو مال مسروقہ واپس کرنے کے لئے متعلقہ تھانہ جات میں پڑا کب سے اور کس بناء پر پڑا ہوا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزارش ہے کہ ضلع ہذا میں یکم جنوری 2016 سے 31۔ اگست 2017 تک کل 28 وارداتیں ہوئی ہیں، جن کی تفصیل تھانہ وار درج ذیل ہے:

1. تھانہ سٹی ڈسکہ میں کل 4 مقدمات درج ہوئے جن میں 12 کس ملزمان گرفتار ہیں جبکہ ایک کس فیاض احمد اور 6 کس ملزمان تاحال مفرور ہیں۔
2. تھانہ رنگپور میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا ہے جس میں 8 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔
3. تھانہ بیگوالہ میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا ہے جس میں 5 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جبکہ 2 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
4. تھانہ سول لائن میں کل 4 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جن میں 10 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جبکہ 14 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
5. تھانہ صدر ڈسکہ میں 2 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جن میں 10 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
6. تھانہ کینٹ میں 3 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جن میں 13 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جبکہ 4 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
7. تھانہ موترہ میں کل 3 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جن میں 20 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
8. تھانہ ہیڈ مرالہ میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہے جس میں 5 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔
9. تھانہ کوٹلی سید امیر میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہے جس میں 5 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔
10. تھانہ سبز پیر میں کل 2 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جن میں 6 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جبکہ 7 ملزمان نامعلوم ہیں۔
11. تھانہ ستراہ میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا جس میں 7 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
12. تھانہ سمبڑیال میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا جس میں 8 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔
13. تھانہ کوتوالی میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا جس میں 5 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔
14. تھانہ کوٹلی لوہاران میں کل 2 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جن میں 10 کس ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔
15. تھانہ اگوکی میں 1 مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا جس میں 6 کس ملزمان نامعلوم ہیں۔

(ب) مقدمات عنوان بالا میں سے کل 17 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد ہوا ہے جو کہ 17 مقدمات میں برآمد کردہ مال مسروقہ واپس کر دیا گیا ہے۔

(ج) Nil

چنیوٹ میں پولیس نفری کی تعداد اور ان کی رہائش سے متعلقہ تفصیلات

*9510: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں اس وقت پنجاب پولیس کی کتنی نفری عہدہ، گریڈ وار تعینات ہے؟

(ب) ضلع چنیوٹ کی حدود میں تھانہ جات اور چوکیوں کی تعداد کتنی ہے یہ کس کس جگہ واقع ہیں، کیا پولیس لائن محکمہ کی ذاتی زمین میں قائم ہے کیا پولیس لائن اور دیگر تھانہ جات میں ملازمین کی سکونت کے لئے رہائشی کمرہ جات ملازمین کی تعداد کے تناسب سے مناسب ہیں، کتنے اسسٹنٹ سب انسپکٹر، سب انسپکٹر اور انسپکٹر سرکاری رہائشوں میں اقامت پذیر ہیں اور کتنے ملازمین پرائیویٹ مکانات میں رہائش کرنے پر مجبور ہیں؟

(ج) تھانہ چناب نگر کے ایس ایچ او، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر کن لوگوں کے مکانات میں رہائش پذیر ہیں مکانات کی لوکیشن اور ان کے مالکان کے نام سے بھی آگاہ کیا جائے کیا مکان فراہم کرنے والے لوگ افسران سے غلط مفاد تو نہیں لے رہے؟

(د) اس ضلع میں مزید کتنی نفری کی ضرورت ہے اور مطلوبہ تعداد پوری کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) اس وقت ضلع چنیوٹ کی پولیس کے پاس کتنی گاڑیاں کن کن ماڈلز کی ہیں اور کون کون سی مشینری موجود ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ نفری ضلع پولیس

انسپکٹر	09	سب انسپکٹر	53
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	80	ہیڈ کانسٹیبل	125
کانسٹیبل / ڈرائیور کانسٹیبل 838			

موجودہ نفری ٹریفک پولیس

انسپکٹر	02	سب انسپکٹر	11
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	16	ہیڈ کانسٹیبل	14
کانسٹیبل / ڈرائیور کانسٹیبل 57			

(ب) ضلع ہذا میں 9 تھانہ جات اور 15 چوکیات ہیں۔ لسٹ معہ جگہ کی وضاحت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پولیس لائن محکمہ کی ذاتی زمین میں قائم نہیں۔

پولیس لائن اور تھانہ جات میں ملازمین کی رہائش کے لئے کمرہ جات نہ ہیں۔

ملازمین پرائیویٹ طور پر خود ہی جزوقتی رہائش کا بندوبست کرتے ہیں۔ کوئی سرکاری رہائشی کواٹرز نہ ہیں۔

(ج) تھانہ ہذا میں تعینات تمام اسسٹنٹ سب انسپکٹر صاحبان اور سب انسپکٹر صاحب نے تھانہ میں ہی رہائش رکھی ہوئی ہے اور چوکی چناب نگر انچارج نے چوکی پر ہی رہائش رکھی ہوئی ہے جبکہ ایس ایچ او چناب نگر نے بوجہ کمی رہائش محلہ مسلم کالونی چناب نگر میں کرایہ کے مکان جس کا مالک احمد نواز نیازی ولد حق نواز خان نیازی سکنہ محلہ مسلم کالونی چناب نگر میں ماہانہ کرایہ پر حاصل کر کے رہائش پذیر ہیں۔

(د) کمی نفری ضلع پولیس

انسپکٹر لیگل	03	انسپکٹر	07
ہیڈ کانسٹیبل	09	کانسٹیبل / ڈرائیور کانسٹیبل 198	

کمی نفری ٹریفک پولیس

انسپکٹر	03	ہیڈ کانسٹیبل	11	کانسٹیبل	48

مزید کمی نفری کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب ضلع ہذا میں 187 کانسٹیبلان / لیڈی کانسٹیبلان کی نئی بھرتی کر رہی ہے۔

(ہ) ضلع پولیس کے زیر استعمال گاڑیاں / مشینری:

کل 76 گاڑیاں

05	جیپ
02	ڈبل کیبن ڈالا
01	کار
54	ہائی لیکس
03	ہنڈائی
08	پریزن وین
03	بس
03	جنریٹر کل
56	موٹر سائیکل

ٹریفک پولیس کے زیر استعمال گاڑیاں / مشینری:

06	گاڑیاں
15	موٹر سائیکل

کل گاڑیاں	82
کل موٹر سائیکل	71
کل جنریٹر 03	ٹوٹل مشینری 156

لاہور میں موٹر سائیکل حادثات سے متعلقہ تفصیلات

*9605: **محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2017 سے آج تک کتنے موٹر سائیکل حادثات ہوئے؟

(ب) ان میں کتنے افراد جاں بحق اور زخمی ہوئے؟

(ج) حکومت نے ان حادثات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں سال 2017 کے دوران موٹر سائیکل سوار کے 391 حادثات ہوئے۔

(ب) ان حادثات میں تقریباً 70 افراد جاں بحق ہوئے اور 30 افراد زخمی ہوئے۔

(ج) ان حادثات کی روک تھام کے لئے سٹی ٹریفک پولیس، لاہور کی جانب سے سپیشل کمپین کا اہتمام کیا گیا اور عوام الناس کی راہنمائی کے لئے مختلف پبلک مقامات پرCampaign Awarenessکا انتظام کیا گیا۔ جاں بحق ہونے والے زیادہ تر افراد تیز رفتاری اور ہیلمٹ کا باقاعدہ استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حاثادت کا شکار ہوئے۔ اس بابت سٹی ٹریفک پولیس، لاہور کی ایجوکیشن ٹیم عوام الناس کو حادثات سے بچنے کے لئے آگاہی دے رہی ہے، مزیدIGP کی جانب سے کم عمر موٹر سائیکل سواروں کی حوصلہ شکنی کے لئے بھی سپیشل کمپین جاری ہے اور اس بابت سال2017 کے دوران کم عمر موٹر سائیکل سواروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ضلع لاہور میں تقریباً73476چالان ٹکٹ جاری کئے اور15336 موٹر سائیکل مختلف تھانہ جات میں بند کئے گئے۔ حادثات کی روک تھام کے لئے کم عمر موٹر سائیکل سوار کے والدین سے شورٹی بانڈ بھی لئے جا رہے ہیں تاکہ والدین اپنے 18سال سے کم عمر بچوں کو موٹر سائیکل چلانے کی اجازت بالکل نہ دیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈی جی خان میں تھانہ جات و دیگر تفصیلات

1366: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی جی خان میں تھانوں کی تعداد کیا ہے، تھانہ کے نام و پتا کیا ہیں؟

(ب) ہر تھانہ میں کتنے ملازمین تعینات ہیں اور ان کے نام و عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ہر تھانہ میں وہیکلز کی تعداد کتنی ہے اور ان کی مینٹیننس پر تھانہ وار کتنے اخراجات آتے ہیں؟

(د) ہر تھانہ میں گشت کی ٹائمنگ کیا ہے، گشت پر کتنے اہلکار تعینات کئے جاتے ہیں نیز دوران گشت تھانہ میں کتنے اہلکار موجود ہوتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈیرہ غازیخان میں تھانہ جات کی کل تعداد 18 ہے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پولیس ملازمین جو تھانہ میں تعینات ہیں تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تھانہ جات میں زیر استعمال سرکاری وہیکلز اور مرمتی اخراجات کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع ڈیرہ غازیخان کے ہر تھانہ سے ایک گاڑی صبح 5 بجے تا شام 6 بجے تک گشت کرتی ہے، شام 6 بجے تا صبح 5 بجے تک تھانہ کی جملہ گاڑیاں گشت کرتی ہیں، دوران گشت ہر گاڑی کے ساتھ ایک اپر سب آرڈینیٹ اور چار کانسیٹبل تعینات ہوتے ہیں تھانہ پر ہر وقت کم از کم ایک اپر سب آرڈینیٹ ایک ہیڈ کانسیٹبل اور چار کانسیٹبل موجود رہتے ہیں، تاہم ضلع ہذا میں کم نفری ہے جس وجہ سے گشت اور تھانہ میں موجود ملازمین کی تعداد کم بھی ہو جاتی ہے۔

صوبہ بھر میں اغواء برائے تاوان سے متعلقہ تفصیلات

1565: **میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

صوبہ بھر میں اغواء برائے تاوان کے کیسز 2013 تا 2015 کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

سال 2013 تا 2015 اغواء برائے تاوان کے کل 369 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 43 مقدمات بعد از تفتیش جھوٹے ہونے کی بناء پر خارج ہو گئے 311 مقدمات میں ملوث ملزمان کا چالان مرتب کر کے عدالت میں پیش کر دیا گیا جبکہ 15 مقدمات تا حال زیر تفتیش ہیں۔

369 درج شدہ مقدمات میں کل 393 اشخاص کو تاوان لینے کی غرض سے اغواء کیا گیا جن میں سے 351، مغویان کو برآمد کروالیا گیا 39، مغویان کو ملزمان نے قتل کر دیا، جبکہ تین، مغویان تا حال بازیاب نہ ہو سکے جن کے مقدمات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

369 درج شدہ اغواء برائے تاوان کے مقدمات کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گجرات تھانہ دولت نگر مقدمہ نمبر 15/36 کے ملزمان کی گرفتاری سے متعلقہ تفصیلات

1693: میاں طارق محمود: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بجرم D25/406 ٹیلی گراف ایکٹ کا مقدمہ نمبر 15/36 تھانہ دولت نگر ضلع گجرات میں بتاریخ 2015-01-25 کو درج ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مقدمہ کا ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا؟

(ج) کیا حکومت اس مقدمہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنا چاہتی ہے اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ مدعی خان محمد نواز کی درخواست پر مقدمہ نمبر 36 مورخہ 25.01.15 بجرم D/T-406.25 ت پ بر خلاف نامزد ملزم مظہر اقبال ولد محمد حیات قوم گجر سکنہ فتح پور تھانہ دولت نگر درج رجسٹرڈ ہوا۔

(ب) مقدمہ درج رجسٹرڈ ہونے پر ملزم کی گرفتاری کے لئے اس کے گھر اور تمام ممکنہ ٹھکانوں پر ریڈ کئے گئے لیکن ملزم دیدہ دانستہ طور پر روپوش ہو چکا ہے۔

(ج) مقامی پولیس نے خان محمد نواز مدعی کی درخواست پر ملزم مظہر اقبال کے خلاف مقدمہ نمبر 36 مورخہ 25.01.15 بجرم DGA-406,25 ت پ تھانہ دولت نگر درج کر کے تفتیش عمل میں لائی، تفتیشی آفیسر نے ملزم کے وارنٹ گرفتاری بلاضمانت عدالت مجاز سے حاصل کئے تلاش ملزم کی جو دیدہ دانستہ روپوش ہو گیا بعد ازاں ملزم مذکورہ کے اشتہارات زیر دفعہ 87 ض ف حاصل کئے اور مقدمہ ہذا میں مجرم اشتہاری قرار دلوایا ملزم کے خلاف نامکمل چالان زیر دفعہ 512 ض ف مرتب کر کے عدالت مجاز میں بھجوایا مورخہ 05.12.15 کو مجرم اشتہاری نے اپنی عبوری ضمانت عدالت جناب ASJ صاحب سے کروائی مگر ملزم شامل تفتیش نہ ہوا مورخہ 16.12.2015 کو ریکارڈ بعدالت جناب ASJ صاحب گجرات پیش کر کے ملزم کی

ضمانت خارج کروالی۔ مجرم اشتہاری کی گرفتاری کے لئے ایس ایچ او تھانہ کی زیر نگرانی سپیشل ٹیم تشکیل دے رکھی ہے، ضلع پولیس مجرم اشتہاری کو گرفتار کرنے کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لا رہی ہے انشاءاللہ جلد از جلد مجرم اشتہاری کو گرفتار کرکے مقدمہ کو اصل حقائق یکسو کیا جائے گا۔

سیکرٹری داخلہ اور وزیر داخلہ کی گاڑیوں اور مراعات سے متعلقہ تفصیلات

1815: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت اور پروٹوکول کی بلیو بک کے مطابق وزراء اور سیکرٹری ٹو گورنمنٹ آف دی پنجاب کون کون سی مراعات، گاڑیاں اور سکیورٹی رکھنے کے مجاز ہیں؟

(ب) موجودہ سیکرٹری داخلہ اور وزیر داخلہ کے پاس کون کون سی گاڑیاں کس ماڈل اور سی سی کی ہیں اور ان کو حکومت کی جانب سے کتنی فورس مہیا کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت کی جانب سے جاری کردہ پروٹوکول ہدایات کے مطابق ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی وزراء اور سیکرٹری ٹو گورنمنٹ آف دی پنجاب، حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق 1300 سی سی کی ایک گاڑی رکھنے کے مجاز ہیں

(ب) امن وامان کی موجودہ صورتحال اور سکیورٹی خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیکرٹری داخلہ (موجودہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری داخلہ امور) کو ایک گاڑی No.LEG-16-2222 (Toyota Bullet Proof) مہیا کی گئی ہے۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری داخلہ کو جو سکیورٹی مہیا کی گئی ہے وہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے عین مطابق ہے نیز وزیر داخلہ کی سیٹ خالی پڑی ہوئی ہے۔ اس امر کے لئے مجاز اتھارٹی نے سمری پر منظوری دی ہوئی ہے۔

(ج) جی ہاں!

فیصل آباد تھانہ ڈی ٹائپ میں مقدمات اور جرائم سے متعلقہ تفصیلات

1859: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ ڈی ٹائپ ضلع فیصل آباد میں کتنے مقدمہ جات یکم جنوری 2017 سے آج تک کس کس جرم کے درج ہوئے ہیں؟

(ب) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کس کس مقدمہ کے کون کون سے ملزمان مفرور ہیں مفرور ملزمان کے نام، پتاجات بتائیں؟

(ج) ان تھانہ کی حوالات میں بند کتنے ملزمان کی وفات اس عرصہ کے دوران ہوئی ہے ان افراد کے نام پتاجات اور مقدمہ جات کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) کس کس حوالاتی کی ہلاکت پولیس تشدد سے ہوئی ہے اور اس کے ذمہ دار کون کون سے ملازمین ٹھہرے ہیں انکوائری رپورٹ کی کاپی فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ ڈی ٹائپ کالونی میں یکم جنوری سے آج تک 729 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 597 مقدمات خارج، 25 مقدمات عدم پتا اور 58 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری سے آج تک 1032 ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 34 ملزمان مفرور ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران حوالات تھانہ میں ملزم محمد اسلم ولد ثناء اللہ قوم گجر سکنہ پیپلز ٹاؤن متعلقہ مقدمہ 17/444 بجرم 149/148/324 ت پ تھانہ ٹائپ کالونی شریان پھٹنے کی وجہ سے ہلاک ہوا تھا۔

(د) سال 2017 میں تھانہ ڈی ٹائپ کالونی میں کوئی ملزم پولیس تشدد سے ہلاک نہ ہوا ہے۔

سیالکوٹ تھانہ اگوکی میں ڈکیتی کے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

1861: ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ اگوکی ضلع سیالکوٹ میں سال 2017 میں ڈکیتی کی کتنی واردات ہوئی ہیں ہر مقدمہ کی تفصیل، ملزمان اور مال مسروقہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) FIR نمبر 17/400 کتنے ملزمان کے خلاف درج ہوئی ہے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں؟

(ج) کیا کوئی مال مسروقہ برآمد ہوا ہے اور مالکان کو واپس کیا گیا ہے؟

(د) بقایا ملزمان کب تک گرفتار ہوں گے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ اگوکی میں سال 2017 میں ڈکیتی کی ایک واردات ہوئی۔ جو مقدمہ نمبر 431، مورخہ 12.09.2017 بجرم 395 ت پ تھانہ اگوکی 06 کس نامعلوم ملزمان کے خلاف درج رجسٹرڈ ہوا۔ جس میں نقدی رقم مبلغ -/7,25,000 روپے، ڈالر 2200 طلائی زیورات 06 تولہ، موبائل فون، لیپ ٹاپ، آئی پیڈ، کیمرہ، DVR، DVD اور کریڈٹ کارڈ چھینا گیا۔

(ب) تھانہ اگوکی میں مقدمہ نمبر 17/400 نامعلوم ملزمان کے خلاف درج رجسٹرڈ ہوا ہے، مقدمہ ہذا میں تاحال کوئی ملزم ٹریس نہ ہوا۔ تاہم تفتیش جاری ہے۔

(ج) Nil

(د) نامعلوم ملزمان کو ٹریس کرنے کا تحرک جاری ہے۔

سرگودھا سیٹلائٹ ٹاؤن تھانہ میں سال 2015 میں درج ہونے والے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

1867: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کی حدود میں کتنی ڈکیتیاں سال 2015 میں ہوئیں ان کی مکمل تفصیل مہیا فرمائی جائے؟

(ب) ان میں سے اب تک کتنی ڈکیتیوں کی ریکوری ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہیں؟

(ج) بقایا ڈکیتیوں کی ریکوری نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) محکمہ پولیس نے اس حلقہ / علاقہ میں ڈکیتیوں کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2015 میں تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودہا میں ڈکیتی کے کل تین مقدمات درج ہوئے۔ جن کی تفصیل ذیل ہے:

1. مقدمہ نمبر 220 مورخہ 25.03.2015 بجرم 395 ت پ تھانہ ایس ٹاؤن
2. مقدمہ نمبر 663 مورخہ 01.11.2015 بجرم 395 ت پ تھانہ ایس ٹاؤن
3. مقدمہ نمبر 691 مورخہ 11.11.2015 بجرم 395 ت پ تھانہ ایس ٹاؤن

(ب) ان مقدمات میں سے دو میں ریکوری ہو چکی ہے جن کی تفصیل ذیل ہے:

1. مقدمہ نمبر 663/15 میں زیورات اور گھریلو سامان کل مالیت -/250000 روپے برآمد ہو چکی ہے۔
2. مقدمہ نمبر 691/15 میں سامان کریانہ کل مالیت -/150000 روپے برآمد ہو چکی ہے۔

(ج) مقدمہ نمبر 220/15 میں پانچ کس نامعلوم ملزمان نے زیورات نقدی اور موبائل اسلحہ کے زور پر چھین کر فرار ہو گئے تھے۔ نامعلوم ملزمان ٹریس نہ ہو سکے جن کو ٹریس کرنے کی ہر ممکن کوشش جاری ہے، مقدمہ میں عدم پتا رپورٹ مورخہ 17.07.2015 مرتب ہوئی۔

(د) DSP/SDPO سٹی سرکل اور SHO تھانہ ایس ٹاؤن کو اس بار سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ گشت کے نظام کو مؤثر بنایا جائے نیز موٹر سائیکل سکواڈ بھی 24 گھنٹے گشت کناں ہوتے ہیں جن کو خصوصی ہدایات ہیں کہ وہ مؤثر طریقہ سے گشت کریں تاکہ ڈکیتی / راہزنی کی وارداتوں کی روک تھام ہو سکے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 17 جناب آصف محمود کی ہے۔ میں نے کل بھی نام بولا تھا لیکن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے لہٰذا آج اس کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں فائل منگوا لیتا ہوں۔ میں سمجھا تھا کہ شاید جناب نے next week تک کے لئے pending کی تھی۔

جناب سپیکر: جی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! کل معزز ممبر جناب آصف محمود موجود نہیں تھے تو آپ نے یہ تحریک استحقاق pending کی تھی تو میں سمجھا کہ شاید آپ نے یہ تحریک استحقاق next week تک کے لئے pending کی تھی۔

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے اس تحریک استحقاق کو کل کے لئے pending کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھ سے تو آپ نے کوئی بات سنی ہے اور نہ ہی کسی اور نے سنی ہے۔

جناب سپیکر: جواب ان کے پاس آ گیا ہے لیکن اس وقت وہ فائل لے کر نہیں آئے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1198 ڈاکٹر مراد راس کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17/1209 محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری بھی تحریک التوائے کار تھی۔

جناب سپیکر: وہ تو یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں باہر سے عینک پکڑنے گیا تھا۔

جناب سپیکر: I am sorry یہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ میں نے آپ کا نام پکارا But you were not here. What could I do then?

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک منٹ بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کو یہ رعایت دی جاتی ہے کہ آپ یہ تحریک التوائے کار دوبارہ لکھ کر دے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پڑھی ہوئی ہے آپ اس کا جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ آپ لکھ کر دیں یہ کل آ جائے گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ پڑھی ہوئی ہے آپ اسے take up کر لیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اپنی ضد پر قائم ہیں تو پھر میں نے جو بول دیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ آپ دوبارہ دے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ take up کر لیں آدھے منٹ میں یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اب آدھے منٹ میں نہیں ہو گا۔ آپ ابھی لکھ کر دے دیں۔ جب میں ایک بات کہہ چکا ہوں اور آپ کو پکار چکا ہوں تو یہ کون سی بات ہے؟

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے لہٰذا آپ پہلے کورم پورا کریں۔

جناب سپیکر: اب آپ نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 12 بج کر 47 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 1215/17 میاں خرم جہانگیر وٹو کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب آصف محمود! ڈاکٹر مراد راس کو ایوان میں لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر مراد راس کو بلانے کے لئے
جناب آصف محمود ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری فقیر حسین ڈوگر مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2017 کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! شکریہ۔

The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill 2017 (Bill No. 29 of 2017)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک التوائے کار نمبر 1218 ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر مراد راس اور جناب آصف محمود ایوان میں داخل ہوئے)

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1198 ڈاکٹر مراد راس کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب! اسے پیش کریں۔

انفارمیشن و کلچر ڈیپارٹمنٹ میں مالی بے ضابطگیوں سے قومی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 24۔ نومبر 2017 کی خبر کے مطابق انفارمیشن اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ میں مالی بے ضابطگیوں کے باعث قومی خزانے کو دو کروڑ روپے سے زائد کا نقصان ہوا ہے۔ انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کے مطابق تمام سرکاری ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی سے قبل انکم ٹیکس کاٹ لینا ضروری ہوتا ہے مگر انفارمیشن اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کو انکم ٹیکس کاٹے بغیر تنخواہوں کی ادائیگی کر دی گئی جس سے ایک سال میں قومی خزانے کو 23 لاکھ 50 ہزار 893 روپے نقصان اٹھانا پڑا۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق لاہور آرٹس کونسل میں 15-2014 میں انکم ٹیکس کی مد میں 19 لاکھ 40 ہزار 491 روپے کی کٹوتی نہ کی گئی۔ لاہور آرٹس کونسل میں 15-2014 میں فائلوں کی سیکروٹنی کے دوران انکشاف ہوا ہے کہ ہالز کے کم کرائے وصول کرنے اور وصول نہ کرنے پر ایک کروڑ 33 لاکھ 3 ہزار 200 روپے کا قومی خزانے کو نقصان پہنچایا گیا۔ لاہور آرٹس کونسل کے 15-2014 کے 29 لاکھ 88 ہزار روپے طارق عزیز شو کے ذمے تا حال واجب الادا ہیں جبکہ ڈرامہ روپ متی باز بہادر کے ذمے

ایک لاکھ 35 ہزار روپے ہیں جو تا حال ادا نہیں کئے گئے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کا جواب ابھی نہیں آیا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو آئندہ ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 1232 تھی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس تحریک التوائے کار کو کل take up کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے---

a) Extension of Ordinances

b) Laying of Ordinance

c) Introduction of Bills

d) Consideration and Passage of Bill

e) General Discussion

A Minister may move the motion for leave of the Assembly

قاعدہ 127 کے تحت تحریک

آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت آرڈیننسز مدت نفاذ میں توسیع کے لئے قرارداد پیش کرنے کی اجازت

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

"That leave be granted to move Resolution under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances."

1. The Punjab Hepatitis Ordinance 2017 (XV of 2017).
2. The Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 (XVI of 2017).

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to move Resolution under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances."

1. The Punjab Hepatitis Ordinance 2017 (XV of 2017).
2. The Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 (XVI of 2017)

Those who are in favor that leave be granted may rise in their seats. Secretary Assembly may count the members.

(There were more than 93 members and leave was granted.)

(تحریک منظور ہوئی)

قراردادیں

(آرڈیننسز کی میعاد میں توسیع)

آرڈیننس ہیپاٹائٹس پنجاب 2017

MR SPEAKER: Resolution for Extension of the Punjab Hepatitis Ordinance 2017 (XV of 2017). A Minister may move the Resolution.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move the Resolution:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Hepatitis Ordinance 2017 (XV of 2017), promulgated on 10th November 2017, for a further period of ninety days with effect from 8th February 2018".

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Hepatitis Ordinance 2017 (XV of 2017), promulgated on 10th November 2017, for a further period of ninety days with effect from 8th February 2018".

The Resolution moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Hepatitis Ordinance 2017 (XV of 2017), promulgated on 10th November 2017, for a further period of ninety days with effect from 8th February 2018".

(The motion was carried.)

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور 2017

MR SPEAKER: Resolution for Extension of the Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 (XVI of 2017). A Minister may move the Resolution.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 (XVI of 2017),

promulgated on 17th November 2017, for a further period of ninety days with effect from 15th February 2018".

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 (XVI of 2017), promulgated on 17th November 2017, for a further period of ninety days with effect from 15th February 2018".

Now, the Resolution moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 (XVI of 2017), promulgated on 17thNovember 2017, for a further period of ninety days with effect from 15th February 2018".

(The motion was carried.)

(The Resolution is passed.)

آرڈیننسز

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

آرڈیننس ہیپاٹائٹس پنجاب 2017

MR SPEAKER: A Minister may lay the Punjab Hepatitis Ordinance 2017.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I lay the Punjab Hepatitis Ordinance 2017.

MR SPEAKER: The Punjab Hepatitis Ordinance 2017 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House

under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس پنجاب تیانجن یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور 2017

MR SPEAKER: A Minister may lay the Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I lay the Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017.

MR SPEAKER: The Punjab Tianjin University of Technology Lahore Ordinance 2017 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Industries Commerce and Investment with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس صدقات وخیرات پنجاب 2018

MR SPEAKER: A Minister may lay the Punjab Charities Ordinance 2018.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I lay the Punjab Charities Ordinance 2018.

MR SPEAKER: The Punjab Charities Ordinance 2018 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home with the direction to submit its report within two months.

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون چولستان یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز بہاولپور 2018

MR SPEAKER: Minister to introduce the Cholistan University of Veterinary and Animal Sciences Bahawalpur Bill 2018.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! Mr Speaker! I introduce the Cholistan University of Veterinary and Animal Sciences Bahawalpur Bill 2018.

MR SPEAKER: The Cholistan University of Veterinary and Animal Sciences Bahawalpur Bill 2018 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within two months.

مسودہ قانون (تنسیخ) بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2018

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Bahawalpur Development Authority (Repeal) Bill 2018.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I introduce the Bahawalpur Development Authority (Repeal) Bill 2018.

MR SPEAKER: The Bahawalpur Development Authority (Repeal) Bill 2018 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering for report within two months.

مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) مجموعہ ضابطہ دیوانی 2018

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Code of Civil Procedure (Punjab Amendment) Bill 2018.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! Mr Speaker! I introduce the Code of Civil Procedure (Punjab Amendment) Bill 2018.

MR SPEAKER: The Code of Civil Procedure (Punjab Amendment) Bill 2018 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law for report within two months.

مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) میعاد سماعت 2018

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Limitation (Punjab Amendment) Bill 2018.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! Mr Speaker! I introduce the Limitation (Punjab Amendment) Bill 2018.

MR SPEAKER: The Limitation (Punjab Amendment) Bill 2018 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law for report within two months.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون میڈیکل سپلائیز اتھارٹی پنجاب 2017

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017. First reading starts. Minister may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ آپ نے اس میں ترامیم جمع کیوں نہیں کرائیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہمیں تو یہ پتا تھا کہ یہ آج کے ایجنڈے پر نہیں ہے ہمیں آج صبح پتا چلا ہے کہ یہ ایجنڈے پر ہے۔ میں اس کو general principles پر oppose کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!

MR SPEAKER: Dr. Shabia! You have not exercised your own right. You could not exercise that. I am sorry for that.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کل ہمارے علم میں ایجنڈے کا نہیں تھا ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے پتا کیا تھا ہمارے علم میں یہی تھا کہ آج ایجوکیشن کا بل آئے گا۔ اگر ہمیں پہلے inform کیا جاتا کہ یہ ایجنڈے پر ہے تو ہم اپنی ترامیم دیتے۔

جناب سپیکر: یہ رپورٹ 24۔ نومبر 2017 کو ایوان میں پیش ہوئی ہے آج منسٹر صاحب اس بل کو پیش کر رہے ہیں اور آپ نے اس میں کوئی ترامیم نہیں دیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جب یہ 24 hours پہلے ایجنڈا دیں گے تو پھر ہی ہم ترامیم دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کل ہمیں ایجنڈا کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: آپ کو اسمبلی سیکرٹریٹ سے لینا چاہئے تھا مجھے اس طرح نہ کہیں۔

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017,
as recommended by the Standing Committee on Health,
be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب ہمیں 24 hours پہلے inform ہی نہیں کیا گیا تو پھر ہم کیسے ترامیم دیتے؟ بات ہماری وہاں بھی ہوئی تھی کہ یہ دو Bills آئیں گے۔ ہم اب احتجاجاً واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں، ایسا نہ کریں۔ It doesn't look nice یہ آپ کی اپنی غلطی ہے اور آپ ان کے پیٹے ڈال رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

CLAUSES 3 to 26

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clauses 3 to 26 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these Clauses, the question is:

"That Clauses 3 to 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اذان ظہر)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. A Minister may move it.

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Medical Supplies Authority Bill 2017, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: اپوزیشن کے بھائیوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ بروز سوموار جو رپورٹس lay ہوئی تھیں ان پر ان کی طرف سے ترامیم آگئی ہیں لیکن جو رپورٹ 24-11-2017 کو lay ہوئی تھی اس پر اپوزیشن نے ترامیم نہیں دیں اس لئے ان کا حق ختم ہو گیا ہے۔ میں اپوزیشن بھائیوں کو کہوں گا کہ:

Ignorance of law is no excuse.

بحث

جناب سپیکر: اب General Discussion شروع کی جاتی ہے اس کا آغاز وزیر خوراک کریں گے۔ جی، وزیر صاحب!

گنّے کے کاشتکاروں کی شکایات پر بحث

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے گنّے کی کاشت پر General Discussion رکھی اور اس وقت sugarcane کا crushing season بھی جاری ہے ۔

جناب سپیکر! میں اس وجہ سے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ایوان کے custodian ہیں نیز آپ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے ساتھ daily basis پر in touch ہیں اور ہم سے performance پوچھتے رہتے ہیں۔ ہمیں اس چیز کی بہت خوشی ہے کہ چلیں ہمارے سپیکر صاحب کا concern جو پنجاب کی عوام سے related ہے اس کے بارے میں ہم سے daily basis پر share کرتے ہیں اور اس کو اجاگر کرتے ہیں۔ ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ آپ کو ہم اس کی compliance دیں۔

جناب سپیکر! اب میں گنّے کی crushing season کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو اس سال شروع ہوا ہے اس میں ہمیں بہت سے چیلنجز کا سامنا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ شوگر کین کی crop بہت زبردست crop ہے۔ اس میں ہمیں سب سے پہلا چیلنج یہ آیا کہ جو non variety ہے sugarcane اور جو گورنمنٹ کی طرف سے approved Variety تھی اس کی بھی بہت زیادہ growing ہوئی اور جو Millers تھے چونکہ شوگر کا ریٹ پچھلے دو سال سے بہت depress ہے جس پر مختلف ڈیپارٹمنٹ نے بیٹھ کر working کی تو اس working کے مطابق ان کی جو price ہے وہ اس وقت lowest پر چل رہی ہے جس کی وجہ سے جو شوگر ملیں تھیں وہ willingly اس کو crush نہیں کرنا چاہ رہی تھیں اور جو due date تھی اس پر وہ reluctant تھیں کہ ہم اس کی crushing start نہ کریں۔ مگر گورنمنٹ کی بروقت intervention کے بعد الحمدللہ آج صوبہ پنجاب کی چالیس کی چالیس ملیں چل رہی ہیں اور نہ صرف in full swing چل رہی ہیں بلکہ ان پر باقاعدہ طور پر مانیٹرنگ کا سسٹم موجود ہے اس پر

ایک کیبنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس میں ہمارے Honourable Minister for Industries, Honourable Minister for Agriculture and Honourable Minister Law شامل ہیں اور میں خود بھی اس کا حصہ ہوں۔ ہماری باقاعدہ طور پر تقریباً daily basis پر meeting ہوتی ہیں اور یہ ہماری meetings رات 12:00 سے 1:00 بجے تک چلتی ہیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: جی، آرڈر پلیز آرڈر!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ جب سے crushing season شروع ہوا ہے، ہمیں پتا ہے کہ یہ بہت بڑا چیلنج ہے جو صوبہ پنجاب کی دس کروڑ عوام اس سے منسلک ہے۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ political side پر یہ لوگ ہیں جو اس کیبنٹ کمیٹی کا حصہ ہیں وہ یہاں پر موجود ہیں۔ ایڈمنسٹریٹو side پر تمام سیکرٹریز، آئی جی پی، چیف سیکرٹری اور جو مختلف ایجنسیاں ہیں جس میں آئی بی اور سپیشل برانچ ہے ان تمام کے ہیڈ ہمارا حصہ ہیں۔ یہ routine ہے کہ ہماری daily بارہ سے ایک بجے تک meetings چل رہی ہوتی ہیں اور اس کا follow-up لے رہے ہوتے ہیں جو ہمارے اپنے دوست، سیکرٹریز اور منسٹرز فیلڈ میں deploy ہیں۔ ہم نے آپس میں ڈویژن کی ہوئی ہے کہ کئی ڈسٹرکٹ میں خود visit کرتا ہوں، کئی ڈسٹرکٹ اسی طرح منسٹر ایگریکلچر visit کرتے ہیں، کئی ڈسٹرکٹ منسٹر ایکسائز visit کرتے ہیں، اسی طرح ہمارے سیکرٹریز بھی visit کرتے ہیں۔ اگر تمام کے تمام لاہور میں موجود ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم ویڈیو لنک کے ذریعے آپس میں معلومات exchange کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے پوائنٹس کیا ہیں، کون سی مل bad performance دے رہی ہے اور کون سی مل financially sick ہو گئی ہے جن کی payment کے لئے problems آئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ جن ملوں میں problem ہے ان کی complaints آپ تک بھی پہنچتی ہیں اور آپ بھی انہی ملوں کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ اور ہمارے ساتھ بڑے close liaison طریقے سے perform کر رہے ہوتے ہیں اور بتا رہے ہوتے ہیں۔ ابھی present situation اس طرح سے ہے کہ چالیس کی چالیس ملوں پر round the clock deployment ہے اس میں پولیس کا ڈی ایس پی رینک کا بندہ، اس میں اے سی level کا بندہ، فوڈ اور ریونیو کے تمام لوگ ہیں وہ round the clock وہاں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے آپ سے پہلے عرض کی ہے کہ daily جو بندے فیلڈ میں ہیں، جب ہم میٹنگ کرتے ہیں اس میں لاء منسٹر صاحب باقاعدہ طور پر تین تین گھنٹے کا سیشن کرتے ہیں ان سے جب بات ہوتی ہے تو وہیں پر ٹیلیفون کے ذریعے پورے ایوان کو سپیکر کے ذریعے سنایا جاتا ہے کہ کون بندہ فیلڈ میں کیا کہہ رہا ہے۔ ہر ڈی سی پابند ہے کہ وہ فیلڈ میں رہے گا اور ہم directly اس سے feedback لیتے ہیں۔ Just یہ نہیں ہوتا کہ دو لوگوں کے درمیان conversation ہے اور just لاء منسٹر صاحب ان سے بات کر رہے ہیں، یہ conversation پوری کی پوری میٹنگز ممبران ڈائریکٹ سن رہے ہوتے ہیں اس میں bad points اور good points بھی discuss ہوتے ہیں۔ ابھی تک کے جو good points ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم یہاں پر اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جو CPR ہے اس کو ensure کروایا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ کی واضح ہدایت ہے کہ 180 روپے جو گورنمنٹ کا rate notified ہے اس کی CPR ہر صورت میں کٹے گی۔ Unfortunately پہلے اس طرح نہیں تھا مگر جب سے یہ مانیٹرنگ tight ہوئی اور میں نے آپ بتایا کہ یہ ایسا۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: جی، آرڈر پلیز آرڈر!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ ایک ایسا بزنس ہے کہ جو دونوں طرف سے stakeholders ہیں وہ willingly نہیں کر رہے۔ آپ کے نوٹس میں آیا ہو گا کہ سندھ میں ملیں بند ہو گئی تھیں اور انہوں نے crushing کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر یہ بہت بڑی اللہ کی مہربانی سے success ہے کہ صوبہ پنجاب کی چالیس کی چالیس ملیں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے آپ سے پہلے عرض کی ہے اور میں repeat کرتا ہوں کہ ہمارے پاس بہت ساری ملوں کا نام اور پورے کا پورا ڈیٹا موجود ہے جو کہ financially sick ہیں مگر اس کے باوجود بھی ہم ان کو carrot and stick دونوں پالیسی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ جب ہم فیلڈ میں نکلتے ہیں تو یہاں پر یہ بھی ایک تجویز آئی تھی کہ اگر کوئی ملز مالک behave نہیں کرتا تو فوری طور پر اس کی مل کو بند کیا جائے، ہم نے وزیر اعلیٰ کو درخواست دی اور وزیر اعلیٰ تو اس حد تک آئے ہوئے تھے، میں خود اس کا witness ہوں اور لاء منسٹر صاحب کیبنٹ کمیٹی کو چیئر کرتے ہیں انہوں نے ان کو کہا کہ ان کو arrest کیوں نہیں کرواتے، چاہے کوئی بھی مل مالک ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کرنے جارہا ہوں کہ جو farmers یا grower ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کا گنّا کسی صورت میں بکے۔ ہماری سب سے بڑی ڈیوٹی یہ تھی کہ مل کو بند ہونے سے بچائیں، مل کسی صورت بند نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! میرے پاس ریکارڈ ہے کہ ایسے مل مالکان ہیں جن کے ساتھ ہم ہر وقت رابطے میں ہیں جن کو اگر آج کہہ دیا جائے تو وہ within no time اپنی مل بند کرنے کو تیار ہیں مگر میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ یہ کمیٹی ممبران directly ان کے ساتھ رابطے میں ہیں، ایڈمنسٹریشن کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ یہ ہماری پالیسی میں ہے ہم ہر صورت میں آخری حد تک جاتے ہیں کہ مل بند نہ ہو کیونکہ یہ ہمارے growers کا پریشر ہے اور growers کہتا ہے کہ کسی صورت میں مل بند نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اگر مل بند ہو گئی تو ہمارا قبرستان بن جائے گا۔ یہ اس طرح کے الفاظ سامنے آئے۔ پہلے ریٹس کا issue آیا اور ریٹس میں الحمدللہ بڑی improvement آئی ہے پہلے ریٹ بہت depress تھا۔ اس ساری لمبی exercise کے بعد ریٹس میں بہت زیادہ improvement آئی۔ ہمارے پاس پورا ڈیٹا موجود ہے کہ کتنی ملیں ہیں جو ابھی بھی تھوڑا سا کسان کو notified rate دینے میں reluctant ہیں اس میں بھی ہماری پالیسی ہے اور وہ بھی میں آپ کے ساتھ شیئر کروں گا مگر میری درخواست یہ ہو گی کہ ایوان میں دونوں طرف سے جو نمائندے بیٹھے ہیں جو honourable colleagues بیٹھے ہیں وہ ہماری مشاورت کا حصہ بنیں اور ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جس کو اب تک ہم نے fulfil نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ کٹوتی پر ملز مالکان اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں consensus create ہوا ہے کہ non Variety کٹوتی 7 فیصد تک ہو گی۔ جب ہم نے یہ exercise start کی تو یہ کٹوتی 20 سے 25 فیصد تک تھی مگر وہ unattended تھی۔ مگر آج وہاں پر جو ان کے کانٹے ہیں جو weigh bridges ہیں وہاں پر اس کی reflection ہے، وہ نظر آرہی ہے اس کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے کہ کتنا ریٹ آتا ہے اور اس پر کتنی کٹوتی لگی ہے۔ اس کے بعد scroll بن رہا ہے اور جتنی CPR cut رہی ہیں وہ مانیٹر ہو رہی ہیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: معزز ممبران دیکھیں! منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں اور بہت اہم بات ہو رہی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے گپ شپ لگانی ہے تو بے شک لابی میں چلے جائیں۔ مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے لیکن ان کی بات کو غور سے سننے دیں کیونکہ ان کو آگے جواب بھی دینا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس پر جو کٹوتی ہوتی تھی اس کو کنٹرول کیا گیا اور اس میں صرف ڈپٹی کمشنر کے TA سے مانیٹرنگ نہیں ہو رہی، جیسے میں نے آپ سے پہلے عرض کیا ہے سپیشل برانچ اس کی الگ سے مانیٹرنگ کر رہی ہے، اس کی الگ سے میٹنگ ہوتی ہے وہ لاء منسٹر صاحب کو رپورٹ کرتے ہیں، اس کے بعد ان سے وزیراعلیٰ پوچھتے ہیں، اس کے بعد آئی بی خود دیکھتی ہے، ہمارے اپنے sources ہیں اور جو مختلف ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ دیکھ رہی ہوتی ہے تو جب consensus ہوتا ہے جس مل کے لئے جہاں پر کٹوتی نہیں ہوتی تو اس کی فائنل رپورٹ بنا کر کمیٹی میں پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے یہ ساری exercise آپ سے عرض کی ہے اور آپ کے توسط سے میں ایوان سے عرض کرتا ہوں کہ جو ہمارے honourable colleagues ہیں یہ ان کے پاس ایک چیلنج ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس وقت شوگر کی lowest price ہے اور اس بات سے کوئی انکار نہیں کر رہا ہے۔ جو شوگر مل مالکان ہیں ان کا بھی بتا دیا ہے کہ یہ جتنا بزنس کر رہے ہیں وہ willingly نہیں کر رہے وہ کہتے ہیں کہ ہماری شوگر lowest price پر ہے اور ہماری تو cost پوری نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس کے باوجود in full swing پوری کی پوری ملیں چل رہی ہیں خواہ وہ willingly چلا رہا ہے یا نہیں اور خواہ request پر چل رہی ہے۔ میں نے جیسے کہا کہ carrot and stick دونوں کی پالیسی چل رہی ہے اور اس پر مل مالکان، ان کی ایسوسی ایشن اور ایسوسی ایشن کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ان کی ایجنسیوں کے ساتھ ایک series of meetings چلتی ہیں۔ جس کا میں ٹائم بتا چکا ہوں کہ بہت کم ہوتا ہے کہ بارہ بارہ، ایک ایک بجے تک ہماری سی ایم سیکرٹریٹ میں میٹنگ چل رہی ہوتی ہے۔ اس کے بعد میری ایوان سے درخواست ہو گی کہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہماری نظر سے ابھی بھی دور ہوں گی وہ ہم مہینہ، ڈیڑھ مہینہ سے اسی کام میں ہیں، ہم ہر ملز کا تقریباً دورہ کر چکے ہیں اور ایک دفعہ سے زیادہ، دو دو دفعہ، یہاں کوئی ایسی ملیں نہیں کہ

جن کا ہم تین تین دفعہ وزٹ نہ کر چکے ہوں اور ہماری وہاں کے جو ڈپٹی کمشنر ہیں اور وہاں کے جو ڈی پی او ہیں ان کے ساتھ دن میں دو دفعہ بات ہو رہی ہوتی ہے اور دن میں دو دفعہ ہم ان سے update لے رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے CPR کا بتایا ہے کہ اس وقت جو انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ ہے وہ ہر روز daily کا ملز کا data collect کرتا ہے اور وہاں پر ہمارے پاس آتا ہے اور اس کو ہم share کرتے ہیں اور counter چیک کیا جاتا ہے۔ یہ جو CPR issue ہوئی ہے اس کو third party کے طور پر چیک کیا جاتا ہے کہ یہ CPR جو frontman بنے ہوتے ہیں، unfortunately وہ ہمارے سسٹم کا حصہ ہیں، جن کو آپ آڑھتی یا مڈل مین کہتے ہیں اس طرح کا تو معاملہ نہیں ہے۔ یہاں پر بھی میں districtwise بتا سکتا ہوں کہ کتنے ہم نے ایکشن کئے کہ میں اگر فیصل آباد کا quote کروں کہ وہاں پر ایک سو سے زیادہ FIR's ہوئیں، جھنگ کا quote کروں کہ چار چار دن ہم جھنگ اور ان علاقوں میں بیٹھے رہے۔ یعنی کہ وہاں پر ایک دفعہ نہیں، تین تین مرتبہ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ ہم وہاں پر بیٹھے رہے ہیں اور وہاں پر ملوں میں ہم باقاعدہ طور پر direct monitoring کرتے رہے ہیں۔ ہمارے پاس پورا data موجود ہے کہ کون سے ڈسٹرکٹ میں کتنے ایکشن ہوئے ہیں، پھر جگہ جگہ پر illegal weigh bridges بنے ہوئے تھے جو کسان کا استحصال کر رہے تھے، جن کی ہمیں رپورٹ ہوئی، اس کے بعد وزیراعلیٰ نے straightaway order دیا، ایک time limit دی کہ جتنے weigh bridges ہیں جو notified نہیں ہیں ان پر کریک ڈاؤن کرو اور ان کو بند کر دو۔ اب پورے پنجاب میں سارے کے سارے جو illegal weighbridges تھے وہ سارے الحمدللہ close ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی بزنس اس وقت تک نہیں ہو رہا اور جب تک یہ crushing season جاری رہے گا اس وقت تک اس پر کسی قسم کا کوئی بزنس نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارشات تھیں۔ اس کے باوجود بھی میں اس چیز کو تسلیم کرتا ہوں کہ بہت سارے ایسے weak points ہوں گے، جو grey areas ہوں گے جہاں پر ہم نے ابھی تک focus نہیں کیا ہوگا۔

جناب سپیکر! میری ایوان سے درخواست ہوگی کہ ان کے پاس جتنی بھی قیمتی رائے ہیں وہ اپنی discussion کا حصہ بنائیں تاکہ ہم ان کو note کریں اور ان پر من و عن عمل کر کے جو کسان

کی بہتری ہے، پنجاب کے عوام کی بہتری ہے اس کے لئے اپنا role ادا کر سکیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! میں اس میں ایک دو باتیں add کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو کہ ایوان کے علم میں لانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ایک تو ملز کو چلانے کے لئے جو ملز آنرز ہیں انہوں نے ایکسپورٹ پر سبسڈی مانگی تھی اور ایوان کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اس پر 10 روپے 70 پیسے فی کلو کی سبسڈی دی گئی تا کہ ملز چلتی رہے، اس کے علاوہ تین لاکھ ٹن چینی کا وزیر اعلیٰ نے بڑی محنت سے TCP کے ساتھ اس کا کنٹریکٹ کروایا اور تیسری اہم بات یہ ہے کہ بہت سے ملز آنرز کے خلاف FIR's ہوئیں اور جب ان کے اور ان کے جی ایم کے خلاف ایف آئی آر ہوئی تو اس کے بعد اس موقع پر انہوں نے یہ کہا کہ اچھا ٹھیک ہے ہم ریٹ دیتے ہیں، جہاں تک ریٹ دے سکے ان سے ریٹ لیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ frontman کے ذریعے گنّے کی جو خریداری ہے اس کو گورنمنٹ نے سختی سے discourage کیا ہے اور ہم personally دن رات ہر ملز میں گئے ہیں۔ آج ہمارے پاس جو میرے دوست ساتھی منسٹر ہیں یا میرے پاس ہر ملز کا data موجود ہے کہ وہ data یہ ہے کہ کس طریقے سے اس وقت خریداری ہو رہی ہے اور کیسے کر رہے ہیں۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کہیں نہ کہیں کسان کو جتنا maximum فائدہ ہو سکے ہم اس کو دے سکیں۔ پچھلے سال کی payments پر بھی ہم نے کام کیا ہے اور پچھلے سال کی کچھ payments بھی اب ہو رہی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اس میں کوئی شک نہیں، آپ سارے کے سارے ہی بہت محنت کر رہے ہیں لیکن لوگوں کو پریشانی پھر بھی آ رہی ہے اس کا ازالہ ضرور کریں۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں پہلے تو گزارش کروں گا کہ پچھلا جو بل ابھی آیا جس میں ہماری ایک فاضل ممبر ڈاکٹر نوشین حامد میڈیکل سپلائیز اتھارٹی پنجاب پر بات کرنا چاہ رہی تھیں لیکن آپ نے انہیں snub کیا اور اجازت نہیں دی کہ آپ کی ترامیم نہیں آئی۔

جناب سپیکر! یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ یہاں ہم بیٹھتے ہیں، اگر کوئی legislation کے اوپر بات کرنا چاہتا ہے، یہ آپ کا Rule 98 ہے کہ Discussion of principles of bills اس پر ذرا detail سے اب آپ بھی دیکھ لیں، اگر کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ discuss تو انہوں نے کر لیا ہے جو کہ زبانی بھی کر سکتے تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، دیکھیں، اس کے اوپر انہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ ان رولز کے مطابق کوئی ممبر اگر بل یہاں آپ نے move کیا ہے تو وہ وہاں پر بات کر سکتا ہے۔ General principles پر کر سکتا ہے، اس کی detail میں نہیں جا سکتا لیکن آپ نے محترمہ کو snub کر کے بٹھا دیا جس پر ہم نے احتجاجاً واک آؤٹ بھی کیا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے snub نہیں کیا۔ میں نے ان کو یہ کہا ہے کہ کوئی طریق کار اختیار کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمیں جو دو دن پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کہا گیا تھا کہ بدھ کو ان دو بلوں کے اوپر ہم آئیں گے اس کے لئے ہم نے ترامیم submit کر دیں۔ اب یہ اچانک ایک نیا بل آج صبح لا کر یہاں پر پڑھا گیا ہے کہ یہ بل آ گیا ہے ---

جناب سپیکر: یہ بل اچانک تو نہیں آیا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس پر اگر کوئی ممبر بات کرنا چاہتا ہے اور اس نے تیاری کی ہوئی ہے تو میرا خیال ہے کہ spirit یہ ہونی چاہئے کہ یہاں پر کوئی بات کرے، اگر یہ overwell majority کی بنیاد پر آپ نے بزنس کو bulldoze کرنا ہے تو آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اب یہ پانچ سال مکمل ہونے کو ہیں، یہ تو آئندہ آنے والے دن ہیں، پہلے ہی تین ماہ بعد یہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ یہاں نہیں آتے، وزراء یہاں نہیں ہوتے، کورم یہاں نہیں ہوتا، اگر کہیں بزنس شروع ہو جاتا ہے اور کوئی ممبر تیاری کر کے اس پر بات کرنا چاہتا ہے تو آپ کو تو encourage کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ آپ discourage کریں تو میری آپ سے یہ submission ہے کہ آئندہ پلیز---

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔اس میں کچھ rules بھی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، یہ دیکھیں ناں کہ میں rules کا حوالہ دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آگے بھی rule ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، آگے rule ہے۔اگر کہیں تو میں سارے پڑھ دیتا ہوں۔اس میں بالکل یہ اجازت ہے کسی بھی فاضل ممبر کو کہ وہ اس پر بات کر سکتا ہے۔میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آئندہ پلیز۔۔۔

جناب سپیکر: بات آپ کی ابھی سن لیتے ہیں، اب آپ سنا دیں، یہ کون سی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، میری فاضل بہن نے بات کرنی تھی، اس نے تیاری کی ہوئی تھی، اگر وہ پانچ منٹ اس پر deliberation کر دیتیں تو کیا قیامت آجانی تھی۔

جناب سپیکر: محترم! ایسے نہیں ہے، قاعدے کے مطابق بات کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، قاعدے کے مطابق میں بات کر رہا ہوں۔یہ قاعدے کے مطابق ہے، general principles پر وہ بات کر سکتی تھیں اور اسی پر ہم نے واک آؤٹ کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، welcome back۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اب میں اس طرف آتا ہوں کہ دونوں منسٹر صاحبان نے بہت محنت، کاوش، کوشش، اقدامات کا حوالہ دیا ہے اور اس سے ایسے لگتا ہے کہ گنّے کے جو کاشتکار ہیں شاید زبردست طریقے سے ان کی پذیرائی ہوگئی ہے اور ان کے سارے مسائل ہماری حکومت نے حل کر دیئے ہیں جبکہ حالت یہ ہے کہ لاکھوں کاشتکار، ہزاروں میں نہیں، میں لاکھوں میں بات کر رہا ہوں، لاکھوں کاشتکار being Opposition Leader روزانہ دو چار فون ہمیں ریموٹ ایریاء سے دور دراز کے علاقوں سے آتے ہیں کہ ہم تباہ ہوگئے ہیں کہ پندرہ پندرہ دن سے ہمارا گنّا کٹ کے کھیتوں میں خشک ہو رہا ہے اور فیکٹریوں کے باہر ملوں کے کھڑا ہے، ہمیں payment نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! یا تو حکومت یہ price announce نہ کیا کرے۔ اگر حکومت price support announce کرتی ہے تو اس پر عملدرآمد کروایا کرے۔ 1300 روپے من گندم کا اعلان کر دیا، آپ جا کر سب زمینداروں، کاشتکاروں سے پوچھ لیں، کسی نے ہزار روپے میں بیچی، کسی نے گیارہ سو روپے میں بیچی، کسی نے ساڑھے دس سو روپے میں بیچی۔ اب یہ گنّے کے کاشتکاروں کا بھی یہ معاملہ ہے کہ حکومت کی کاوشیں، کوششیں اپنی جگہ پر 90 فیصد جو ملیں ہیں وہ آج بھی کاشتکار کو 180 روپے فی من کے حساب سے payment نہیں کر رہیں۔ یہ ایک سال کی فصل ہے۔ ایک سال کی محنت کے بعد جب کاشتکار فصل کاٹ کر وہاں لے جاتا ہے تو اسی طرح سے کٹوتی ہو رہی ہے۔ اپنی من مرضی سے کٹوتی کر رہے ہیں۔ کوئی مل والا ٹرالی کے پیچھے 10 من کاٹ رہا ہے، کوئی 20 من کاٹ رہا ہے، کوئی 50 من کاٹ رہا ہے۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ وہاں پر کٹوتی نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! دوسرا اب یہ نئی بات چل گئی کہ مجبور، بے کس، بے بس جو کاشتکار ہے جس کے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے، جس نے پورا سال محنت کر کے اس کی فصل جب پکی تو وہ یہاں تک پہنچا ہے، اس کے اوپر وہ جو CPR ہے 180 روپے من کے اوپر اس سے انگوٹھا لگواتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ اگر نقد پیسے لینے ہیں تو آپ کو 130 روپے من کے حساب سے پیسے ملیں گے۔ یہ پریکٹس عام ہے اور یہ اس سال یا پچھلے سال کی بات چھوڑیں، یہ میرے پاس CPR پڑے ہیں، اگر فاضل منسٹر صاحب کہیں گے تو میں ان کو ان کی کاپی دوں گا۔ برادرز شوگر ملز اور عبد اللہ شوگر ملز نے 14-2013 اور 2015 کی payment ابھی دینی ہے۔ اب ایک کاشتکار جس کا -/91620 روپے ہے وہ کدھر جائے گا؟ اسے آج چار سال ہو گئے ہیں وہ دھکے کھاتا کھاتا اور CPRs گھومتے گھماتے ہم تک پہنچے ہیں، یہ کوئی درجن بھر CPRs ہیں اس طرح کے ہزاروں لوگ یہ کاغذات اٹھائے پھر رہے ہیں، سینہ کوبی کر رہے ہیں اور اب تو نوبت خودکشیوں تک آ پہنچی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ مسائل اپنی جگہ ابھی فاضل منسٹر صاحب بتا رہے تھے کہ ہم نے چینی کی قیمت پر انہیں 10.70 روپے فی کلو کے حساب سے سبسڈی دی ہے۔ یہ حکومت کا کام ہے کہ آپ سبسڈی دیں یا نہ دیں لیکن آپ کاشتکار کو relief دیں، آپ اعلان کر دیتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کین کمشنر، انتظامیہ اور حکومت کی مکمل طور پر ناکامی ہے، ہمیں governance نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ کاشتکار وہ بد قسمت طبقہ ہے جو ہمیشہ (ن) لیگ کو ووٹ دے کر کامیاب کراتا ہے لیکن ان کے ساتھ ان کی وہ شامت آتی ہے جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہو گی کہ ہمارا یہ حال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ باتیں، محنت، دورے یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن میں real sense میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار آج بھی رو رہا ہے، وہ ترس رہا ہے کہ مجھے میری فصل کے پیسے مل جائیں لہٰذا حکومت اس طرح کا کوئی میکنزم بنائے کہ انہیں پیسے دیں اور شوگر ملز والوں کے ساتھ خود معاملہ کر لے۔ بنکوں کو involve کرے، جو کاشتکار اپنی فصل کاٹ کر لایا ہے اس کی جتنی فصل ہے اسے چیک دے اور اسے فارغ کرے اور بنک شوگر ملز سے لیتا پھرے۔

جناب سپیکر! میں مہینوں نہیں بلکہ سالوں کی بات کر رہا ہوں کہ تین تین، چار چار سال پرانے CPRs ہیں جن کی ابھی تک غریب کسانوں کو payment نہیں ہوئی اس طرح سے یہ بات نہیں بنے گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہنگامی بنیادوں پر ایمرجنسی نافذ کرتے ہوئے فوری طور پر کاشتکار جو گنّا پیدا کرتے ہیں ان کے ذمہ داران کے ساتھ میٹنگ کر کے پالیسی وضع کرنی چاہئے کہ کاشتکاروں کا جتنا بھی گنّا ہے حکومت اس سب کی payment خود ادا کرے اور اس کے بعد مل مالکان کے ساتھ جو بھی بات کرنی ہے وہ چلتی رہے۔ شکریہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: میں نے آپ کا نام تو پکارا نہیں لیکن آپ پہلے ہی کھڑے ہو گئے ہیں۔ سردار صاحب کی بات غور سے سنیں۔ گفتگو کا حل بھی ضروری ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ معزز وزیر خوراک اور انڈسٹریز نے بڑی اچھی گفتگو کی ہے، وزیر زراعت بھی بیٹھے ہوئے تھے لیکن وہ ابھی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے ہیں، میں سب سے پہلے تو دونوں معزز وزرا صاحبان سے گزارش کروں گا کہ خدارا دونوں منسٹر صاحبان میں سے کوئی ایک اس اسمبلی میں شوگر کین ایکٹ 1954 کی definition کر دیں

تو اس کے بعد میں اپنی بات کو آگے چلاتا ہوں۔ شوگر کین ایکٹ 1954 ریاست کو کیا کہتا ہے، اس پر عملدر آمد کی بات تو بعد میں آئے گی۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! آپ definition کر دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں منسٹر تو نہیں ہوں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! آپ منسٹر بننا چاہتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! نہیں، میں منسٹر نہیں بننا چاہتا بلکہ میں یہیں ٹھیک ہوں۔ شوگر کین ایکٹ 1954 سب سے پہلے یہ کہتا ہے کہ 15۔ نومبر کو شوگر ملز کا start ہونا ضروری ہے اور حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ ensure کرائے کہ 15۔ نومبر کو شوگر ملیں چلیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب کی بات note کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ 15۔ نومبر کو پنجاب کی کون سی شوگر مل چلی؟ کوئی شوگر مل نہیں چلی اور کوئی action بھی نہیں ہوا، کوئی وزیر فیلڈ میں نہیں نکلا، کوئی سیکرٹری فیلڈ میں نہیں نکلا۔ کین کمشنر لاہور میں بیٹھ کر باتیں تو کرتے رہے ہیں لیکن فیلڈ میں نہیں نکلے۔

جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر کی بات کو second کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ جب اس کا ریٹ مقرر ہو رہا تھا، انٹرنیشنل مارکیٹ کی جو بات ماننے کی ہے وہ میں ماننے کو تیار ہوں، وزیر خوراک نے بڑی اچھی باتیں بھی کی ہیں کہ مارکیٹ میں ریٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ محنت بھی کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جب حکومت نے گنّے کا 180 روپے فی من ریٹ مقرر کیا تو اس غریب کاشتکار کو دلوانا بھی گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے جو کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہی۔ میں اس پر کیا کہوں کہ governance کی کمی ہے یا حکومت وقت شوگر ملز مافیا سے ملی ہوئی ہے۔ ابھی شیخ علاؤالدین نے کہا کہ وفاقی حکومت نے 10.70 روپے کی سبسڈی دی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر وفاقی حکومت کاشتکار کے لئے سبسڈی دے رہی ہے تو صوبائی حکومت بھی سبسڈی دیتی تاکہ کاشتکار کو اس کا پورا معاوضہ ملتا۔ شوگر ملز مالکان ابھی تک چلا رہے ہیں کہ صوبائی حکومت انہیں سبسڈی نہیں دے رہی۔

اس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا صوبہ 80 فیصد کاشتکاری پر منحصر ہے لیکن ہماری کوئی زرعی پالیسی ہی نہیں ہے، پانچ سال سے پانچ بجٹ پیش ہوئے اور یہاں ایوان میں اپوزیشن چلا چلا کر کہتی رہی کہ ہماری کوئی زرعی پالیسی نہیں ہے، زراعت پر کوئی بحث نہیں ہوتی، یہاں one man show ہے۔ ہمارے معزز وزیر اعلیٰ پانچ سالوں میں تین یا چار مرتبہ یہاں آئے انہیں تو صرف اور صرف لاہور میٹرو اورنج لائن ٹرین، موٹرویز کی پڑی ہوئی ہے لیکن کاشتکاروں کے متعلق ان پانچ سالوں میں خادم اعلیٰ نے نہیں سوچا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی سوچ ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایک تو شوگر ملز والے کاشتکار کو ریٹ نہیں دے رہے اور پھر کٹوتی بھی کرتے ہیں۔ ابھی معزز وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ وہ variety basis پر کٹوتی کرتے ہیں۔ میں خود شوگر کین grower ہوں ایک کاشتکار ہوں میں عرض کرتا ہوں کہ شوگر ملز کاشتکار کا استحصال کرنے کے لئے خود کاشتکار کو variety دیتی ہیں۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ گنّے کی فصل ایک سال کی ہے۔ آپ بھی شوگر کین کو جانتے ہیں کہ ستمبر کاشت سولہ ماہ کی کاشت ہے۔ کاشتکار سولہ مہینے محنت کرتا ہے اس کے بعد معاوضہ لیتا ہے۔ شوگر ملز خود variety دیتی ہیں اسے late variety کا نام دیا جاتا ہے تاکہ کاشتکار کا گنّا لیٹ لیں اس کا weightage کم ہو اور ہماری percentage زیادہ بنے لیکن اس پر کوئی check and balance نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ابھی weighbridges پر بات ہوئی میں آج بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں ہمارے کتنے منسٹر صاحبان گئے ہیں راجن پور میں کون گیا ہے، مظفر گڑھ میں کون گیا ہے، ڈی جی خان میں کون گیا ہے، لیّہ کون گیا ہے اور بھکر کون گیا ہے؟ یہاں پر پانچ شوگر ملیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ کاشتکار کے ساتھ اتنی بے حسی، اتنا بڑا ظلم؟ ابھی کاوشوں کی بات ہو رہی تھی۔ رہی CPRs کی بات، قائد حزب اختلاف ابھی پچھلے سالوں کی CPRs دکھا رہے تھے۔

جناب سپیکر! میں eye witness ہوں اور میں پانچ دفعہ لیّہ میں احتجاج کر چکا ہوں کہ ایک شوگر مل اپنا نام لکھے بغیر CPRs issue کر رہی ہے اس پر weight لکھا جا رہا ہے اور نہ ہی payment لکھی جا رہی ہے۔چار مرتبہ احتجاج کے بعد ڈپٹی کمشنر لیّہ کو ہوش آیا،اس نے متعلقہ شوگر ملز کے GM کو طلب کیا اور ان کو بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا کہ آپ اپنی CPRs پر weight and payment لکھیں۔اگر حکومت اتنی بے بس اور شوگر مافیا اتنا دلیر ہے کہ اس نے کاشتکار کا استحصال کرنا ہے تو پھر آپ کی گڈ گورننس کہاں گئی؟اس کے بعد حکومتی کاوش کے بغیر اور ہمارے پُر امن احتجاج پر جب 180 فی من روپے کی CPRs جاری ہوئیں تو اس پر بھی ایڈمنسٹریشن نے کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں رکھا۔اس شوگر ملز کے بااختیار لوگوں نے غریب کاشتکاروں کو بُلوایا،علیحدہ کمرے میں بیٹھ کر سادہ کاغذات پر ان سے انگوٹھے لگوائے گئے اور پھر انہیں 180 روپے فی من کی بجائے 120 یا 130 روپے فی من کے حساب سے payments کی گئیں۔ضلعی انتظامیہ یا ڈپٹی کمشنر وہاں پر کیا کر رہا ہے؟ہمارے ہی ٹیکسوں پر پلنے والی یہ نوکر شاہی یا بیورو کریسی اتنا نہیں کر سکی کہ چار ملازمین شوگر ملز میں بٹھا دیں تاکہ وہ ان پر چیک رکھ سکیں۔کاشتکار پر یہ بہت بڑا ظلم ہوا ہے اور اس کا استحصال ہو رہا ہے۔میں آپ کے سامنے حقائق لایا ہوں لیکن حکومت نے ابھی تک اس حوالے سے کوئی mechanism نہیں بنایا۔

جناب سپیکر!اب میں permits کی بات کروں گا۔اب کاشتکار بہت زیادہ boil ہو چکا ہے۔میں نے خود احتجاج کو روکا ہے بصورت دیگر وہ لیّہ شوگر ملز کو آگ لگا دیتے۔وہاں پر permit جس کو indent بھی کہتے ہیں وہ liking and disliking کی بنیاد پر دیئے جا رہے ہیں۔وہ لوگ جنہوں نے احتجاج کیا تھا ان کا گنّا کھیتوں میں پڑا ہوا ہے اور جو لوگ حکومت یا ملز مالکان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں ان کا گنّا خریدا جا رہا ہے۔حکومت کی طرف سے اس بارے میں کوئی mechanism نہیں بنایا گیا اور ان ملز مالکان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں نے کہا تھا کہ 15۔نومبر سے شوگر ملیں چلائی جائیں لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔شوگر ملز مافیا already کاشتکاروں کا بہت زیادہ استحصال کر چکا ہے اور ان ملوں کے مالکان خود اربوں روپے کما چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کا پیٹ نہیں بھرا۔حکومتی بنچوں پر بھی میرے کاشتکار

بھائی تشریف فرما ہیں اووہ بھی ان حالات سے باخبر ہیں۔ اگر آپ اس بحث کو ایک دن مزید بڑھانا چاہیں تو بڑھا دیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے وزیر خوراک، وزیر قانون اور وزیر صنعت سے گزارش ہے کہ بحث کے بعد اس بارے میں ایک ایوان کی کمیٹی بنائی جائے جو کہ ان تمام چیزیں کا بغور جائزہ لے۔ یہ کمیٹی کٹوتی، کاشتکاروں کو ادائیگی میں تاخیر اور پرمٹ کے حوالے سے ایک پالیسی مرتب کرے تا کہ کسان کو اس کی 16 ماہ کی محنت کا پورا معاوضہ مل سکے۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اور سردار شہاب الدین خان نے جو بات کی ہے وہ سر آنکھوں پر لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری یہ ساری جدوجہد against market forces ہے۔ اس وقت مارکیٹ میں چینی کی قیمت 45 یا 46 روپے فی کلو ہے۔ اب اگر اس کی cost analysis کریں، ملز ایسوسی ایشن والوں کا تو ایک اپنا analysis ہے لیکن ہم نے سرکاری سطح پر جو analysis کیا ہے اس میں بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ کاشتکاروں کو ملز مالکان گنّے کا ریٹ اس حد تک دینا afford نہیں کرتے کیونکہ مارکیٹ میں چینی کی قیمت کم ہے۔ اس وقت 38 یا 39 شوگر ملیں چل رہی ہیں کیونکہ ایک آدھ مل کسی technical وجہ سے بند ہو جاتی ہے تو ان میں سے 17 یا 18 ملیں ایسی ہیں کہ جہاں سے کٹوتی یا CPRs کے issue ہونے کے حوالے سے قطعاً کوئی شکایت نہیں آئی۔ باقی جو twenty minus plus ملز ہیں ان کے متعلق مختلف اوقات میں شکایات آتی رہی ہیں۔ اس وقت تینوں منسٹر صاحبان ایوان میں تشریف فرما ہیں وزیر خوراک، وزیر زراعت اور وزیر صنعت بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ کچھ وقت ایسا بھی رہا ہے کہ ان تینوں کے اُوپر یہ پابندی تھی کہ آپ کی جن علاقوں میں ڈیوٹی ہے آپ نے وہیں پر رہنا ہے اور آپ نے واپس لاہور یا اپنے ہوم ڈسٹرکٹ میں نہیں جانا۔ اس issue پر بہت زیادہ محنت ہوئی ہے۔ تقریباً ہر ہفتے وزیر اعلیٰ صاحب خود میٹنگ لیتے رہے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر یہ تینوں منسٹر صاحبان میرے ساتھ میٹنگ کرتے تھے۔ بعض ملوں کے GMs کو arrest کروایا گیا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ جب متعلقہ مل کے GM کو گرفتار کروانے سے معاملہ درست نہیں ہوا تو اس کے مالک کے گھر پر ریڈ کیا گیا، وہ دوسرے صوبے میں بھاگ گیا اور

وہاں پر بھی اس کا پیچھا کیا گیا۔ ہم نے صرف اس حد تک یا اس pointتک جانے سے اجتناب کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ملز ایسوسی ایشن والے بھی کوئی اتحاد کر کے شوگر ملوں کی بندش کی طرف چلے جائیں۔ اس میں حکومت کی طرف سے بھرپور محنت ہوئی ہے۔ وہ تمام حربے اور طریق کار اپنائے گئے ہیں جو کہ اپنائے جاسکتے تھے۔ باقاعدہ شوگر ملز کے اُوپر one windowبنائی گئیں جن پر کسانوں کا ایک نمائندہ، ملز ایسوسی ایشن کا عملہ اور حکومت کا نمائندہ موجود رہتا ہے۔ اس طرح سے اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا کہ بروقت permits, CPRs issueہوں اور کسانوں کو ان کے گنّے کا پورا ریٹ ملے۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ 180روپے فی من کے حساب سے جو CPR issueہوتی ہے بنک سے اس کی paymentپندرہ دن بعد ہونی ہوتی ہے۔ بعض اوقات زمیندار پندرہ دن والے رسک میں نہیں جاتے اور وہ تھوڑے پیسے یعنی پانچ دس روپے کے فرق سے اپنی رقم لے لیتے ہیں لیکن اس کے اُوپر بھی ہماری پوری نظر ہے۔ اس وقت ایوان میں تینوں منسٹر صاحبان تشریف فرما ہیں جن کی activelyڈیوٹی لگی رہی ہے، سیکرٹری ایگری کلچر، سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر گیلری میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے قائد حزب اختلاف سے پہلے بھی requestکی تھی اور آج پھر ان سے کہتا ہوں کہ اجلاس کے بعد ہم مل بیٹھ کر اس بابت کوئی لائحہ عمل طے کر لیں۔ معزز حزب اختلاف کے ممبران نے جو باتیں کرنی ہیں وہ ضرور کریں کیونکہ یہ ان کا حق ہے کہ وہ یہاں پر اپنا point of viewبیان کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ بھی ہمیں تھوڑا سا وقت دیں اور اجلاس کے بعد ہم سب کمیٹی روم میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ہم نے اس حوالے سے جو طریق کار طے کیا ہوا ہے اور جس کے مطابق ہم ensureکر رہے ہیں کہ کسانوں کو ان کے گنّے کی پوری قیمت ملے وہ سب آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ میں تو یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے تینوں منسٹر صاحبان کے ساتھ حزب اختلاف کے ایک ایک یا دو دو معزز ممبران کی ڈیوٹی لگائیں کیونکہ یہ ایک common cause ہے۔ کسان کو

اس کی فصل کی پوری قیمت ملنی چاہئے۔ حزب اختلاف کے معزز ممبران ہمارے ساتھ بیٹھیں، یہ صرف تنقید نہ کریں بلکہ ہمارا ساتھ دیں اور اس معاملے کو حل کرنے میں معاون ثابت ہوں۔ سردار شہاب الدین خان نے بات کی ہے کہ کسان اس قدرboil ہو چکے تھے کہ وہ وہاں پر ملز کو آگ لگانے کے لئے تیار تھے۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ سازش اس حد تک بھی ہوئی ہے کہ 17 تاریخ کو ایک تماشا یہاں پر لگنا تھا، اس تماشے میں پھر 20 تاریخ کو کسی نے اضافہ کرنا تھا، اس کے بعد ایک تماشا یہ بھی arrange ہو چکا تھا کہ یہاں پر کسان آکر احتجاج کریں گے اور اس کے بعد کچھ کسانوں کو ان کی فصل کے نقد پیسے دے کر آگ لگوائی جائے تاکہ پورے ملک میں حالات خراب ہو جائیں۔ وہ لوگ جو کہ ان چیزوں کو arrange کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے کہ 26 یا 27 تاریخ تک یہ معاملہ over ہو جائے گا ان کی امید پوری نہ ہو سکی اور 27 تاریخ اللہ کے فضل و کرم سے خیریت سے گزر گئی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ 3 مارچ کی تاریخ بھی آئے گی، اس کے بعد 30۔ مئی اور پھر الیکشن بھی ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں حلفاً یہ کہتا ہوں کہ ہم سیاست کرنا چاہتے ہیں، نہ اس میں سیاست کی کوئی گنجائش ہے۔ زمیندار کو اُس کی خون پسینے کی کمائی ملنی چاہئے۔ جب یہ دوست اپنی بات کر لیں اُس کے بعد ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس issue کا حل نکالیں لیکن اس پر سیاست نہ کریں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ابھی دو افراد نے اس issue پر بات کی ہے باقی لوگوں نے اس issue کے اوپر ابھی بات کرنی ہے لیکن وزیر قانون نے اُٹھ کر 15 منٹ ضائع کر دیئے ہیں۔ یہ معزز ممبران کی بات سُنیں اُس کے بعد wind up speech میں یہ دو گھنٹے بولتے رہیں کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وزیر قانون کو یہاں سے جانے کی جلدی ہے تو وہ تشریف لے جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے 5 منٹ سے زیادہ بات نہیں کی۔ قائد حزب اختلاف سے میری صرف گزارش ہے کہ اس پر تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے حزب اختلاف کے جتنے ممبران اس issue پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ اس پر بات کریں ہم اُن کی بات سُنیں گے۔

بزنس ایڈوائزری کمیٹی

جناب سپیکر! میں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی یہ تجویز رکھی تھی اور اب بھی میں نے یہ تجویز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں پیش کی ہے اگر وہ اس تجویز کو منظور فرمائیں تو جن معزز ممبران کے ساتھ میٹنگ کرنے کا طے ہوا ہے بلکہ جناب سپیکر سے بھی ہم request کریں گے کہ وہ بھی اس میٹنگ میں تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر! اگر میری یہ تجویز قائد حزب اختلاف کو قابل قبول ہو تو ان تمام معزز ممبران کو اس میٹنگ کے لئے روک لیا جائے اور اگر انہوں نے صرف تقاریر کر کے بعد میں کورم point out کرنا ہے اور بائیکاٹ کر کے چلے جانا ہے تو پھر اُن کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اُس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہی بات طے ہوئی تھی۔ سردار وقاص حسن موکل نے بھی یہی تجویز دی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ باری باری سارے منسٹر بول لیں ہم سُنتے ہیں، بعد میں ہم بول لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میاں صاحب! آپ بولیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس معاملے پر اگر آج بحث رکھی ہے تو صبر اور تحمل سے معزز ممبران کی ساری باتیں سُنیں اُس کے بعد wind up speech میں جو بھی بات کرنی ہے وہ آپ کریں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ حزب اختلاف ساتھ مل جائے جی، ہم کر لیں جی۔ وہ ہم آپس میں فیصلہ کریں گے کہ ہم نے اس مسئلے کے حوالے سے حکومت کے ساتھ کس حد تک بیٹھنا ہے اور اس مسئلے کو کیسے حل کرنا ہے۔ وزیر قانون کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے ہم آپس میں مشاورت کے بعد آپ کو بتا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کی "آنیاں جانیاں تے بڑیاں نیں" لیکن net result یہ ہے کہ حکومت اس معاملے میں مکمل طور پر ناکام ہوئی ہے اور حکومت کو اس بات کو تسلیم کرنا چاہئے۔ وزیر صنعت کی طرف سے ایک پوری briefing آ گئی اور وزیر صنعت کو بھی بعض چیزوں پر

reservations رہتی ہیں لیکن تمام معزز ممبران اس بات کو سمجھتے ہیں اور ایوان کی بائیں جانب حزب اقتدار کے جو معزز ممبران بیٹھے ہیں وہ بھی سب سمجھتے ہیں کہ کسانوں کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے اور میں انتہائی دکھ کے ساتھ یہ بات عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کا یہ ایوان جو 11/10 کروڑ کسانوں کی نمائندگی تو کرتا ہے لیکن کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے اندر ناکام ہے اور اس کی بنیادی وجہ حکومت کی اپنی پالیسیاں ہیں۔

جناب سپیکر! حکومت اگر کہتی ہے کہ market economy یہ ہے اور اُس میں یہ ہے، وہ ہے تو پھر ان کو چوکے چھکے لگانے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ انہوں نے چوکے چھکے لگائے ہیں اور اب یہ سمجھتے ہیں کہ اگر گنّے کا ریٹ کم کریں گے تو اس سے ہماری پوزیشن خراب ہو جائے گی۔ اس کے نتیجے میں بے ایمانی کا مکمل ایک کلچر جو شوگر ملز مافیا کے ذریعے معاشرے کے اندر جو پنپ رہا ہے اُس کی ذمہ داری بھی براہ راست حکومت کے اوپر عائد ہوتی ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ 20 ملوں میں 180 روپے فی من گنّے کا ریٹ مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ انفارمیشن غلط ہے۔ شوگر ملز والے 180 روپے کی CPR کاٹتے ہیں اور اُس کی ادائیگی تو پندرہ دن بعد ہونی ہوتی ہے پھر اُس دوران کسان کے ساتھ underhand dealing ہوتی ہے۔ وہ کسانوں سے fake رسید لے لیتے ہیں کہ جی ہمیں ادائیگی ہو گئی ہے اور کسان بے چارہ تو مجبور ہوتا ہے کیونکہ ہر طرح کی پریشانی چھوٹے کسان کے لئے ہوتی ہے لہٰذا وہ مک مکا کر لیتا ہے کیونکہ اُس کو پتا ہے کہ حکومت نے اس حوالے سے کچھ نہیں کرنا۔ ساری کی ساری شوگر ملیں بااثر لوگوں کی ہیں اور اُن کی اکثریت حکومت کے اندر بیٹھی ہے۔ ایک شوگر مل کے مینجر کے بارے میں کہا گیا کہ اُسے گرفتار کیا اور ایک شوگر مل کے مالک کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ باقی شوگر ملز مالکوں کے پیچھے کیوں نہیں پڑے ہیں۔ پورے پنجاب کے اندر sugarcane growing areas میں کاشتکار کلپ رہے ہیں۔ کسان بورڈ کے چیئرمین جام حضور بخش بہاولپور میں رہائش پذیر ہیں انہوں نے آج صبح مجھے فون کر کے update کیا کہ بہاولپور کے اندر اس وقت یہ صورتحال ہے کہ مڈل مین 60 روپے فی من گنّا خرید کر رہا ہے۔ بے شک انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے بڑی سختی کی ہے اور اب مڈل مین کا کوئی رول نہیں ہے۔ یہ سب

ہوائی باتیں ہیں جو یہاں پر کی جا رہی ہیں۔ اُس مڈل مین نے انہی شوگر ملوں کو گنّا دینا ہے اُن کے ساتھ اس کی ملی بھگت ہے اور مڈل مین انہی ملوں کے چھوڑے ہوئے ہیں جو کسانوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ اگر 500 من کی ٹرالی ہے تو 60/50 من گنّے کی کٹوتی تو معمولی بات ہے اور کنڈے کے تول میں جو بے ایمانی ہے وہ اُس کے علاوہ ہے تو بات یہ ہے کہ کس نے ان معاملات کو دیکھنا ہے اور حکومت اتنی بے بس اور اتنی "کوہجی" ہے کہ یہ کٹوتی کے حوالے سے کوئی mechanism نہیں بنا سکتی۔

جناب سپیکر! میں دُکھ کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ اشرف شوگر مل کی crushing capacity 8000 to 9000 metric tons روزانہ کی ہے۔ یہ کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے یہ تو مشینری بتا رہی ہے۔ فیلڈ کے اندر ریونیو سٹاف، محکمہ نہر کا سٹاف، محکمہ زراعت کا سٹاف ہے لوگوں کے لئے ٹائم تقسیم کیوں نہیں کرتے کہ آپ گنّے کو اس وقت کاٹیں۔ کسان اپنے گنّے کو کاٹ کر ٹرک ٹرالیوں اور اُونٹ ٹرالیوں کے اوپر لا کر وہاں کھڑا ہو جاتا ہے۔ ٹرک ٹرالی کا کرایہ بھی بھرتا ہے وہاں چھ چھ، سات سات روز وہاں پر انتظار کرتا ہے۔ وہاں پر ڈرائیور، اُن کے کلینرز اور اُن کے اٹنڈنٹ خوار ہو رہے ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب چھ سات روز تک وہاں پر ٹرالی کھڑی رہے گی اُس میں سے پانی نکلے گا، اُس کا وزن کم ہو گا لیکن چینی تو اُس کے اندر موجود رہے گی اور اس دوسرے طریقے سے بھی ان کا استحصال ہو رہا ہے۔ کیا حکومت گنّے کی کٹوتی کا کوئی نظام نہیں بنا سکتی؟ کیوں نہیں بنا سکتی؟ اگر حکومت کٹوتی کا نظام بنانے پر آئے تو یہ بڑا آسان ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بتائیں نا! حکومت کو اس پر کیا کرنا چاہئے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ چُھٹی کریں حکومت چھوڑیں یہ نظام نہیں چلا سکتے۔ آپ کے راجن پور کے اندر بھی یہ کیفیت ہے کیونکہ وہاں پر بھی جماعت اسلامی کے لوگ موجود ہیں اُن سے ہم بھی update لیتے ہیں۔ آپ کے راجن پور کے اندر بھی 80 روپے فی من گنّا فروخت ہو رہا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کوئی تجویز بھی دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تجویز تو دے دی ہے۔ تجویز یہی ہے کہ یہ سنبھال نہیں سکتے۔ اب دیکھیں کہ انہوں نے rational decisions کیوں نہیں کئے اور یہ کیوں چوکے چھکے مارتے ہیں؟ اب

یہ ڈر کے مارے کہتے ہیں کہ گنّے کا ریٹ کم کریں گے تو بدنامی ہوگی اور یہ اس بدنامی سے بچنے کے لئے شوگر ملز مافیا کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی تجویز یہ ہے کہ یہ حکومت چھوڑیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تو یہ تجویز دے دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب wind up کریں، ختم ہو گئی یہ بات۔ ڈاکٹر صاحب! آپ اس پر ذرا مثبت تجویز دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ باہر کے ممالک جو ترقی یافتہ ہیں وہاں طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کسان کی فصل خراب ہوتی ہے تو حکومت estimate لگا کر کسان کو پیسے دے دیتی ہے۔ یہ سب کچھ اِنہوں نے کیا ہے، جو گند ڈالا ہے اِنہوں نے ڈالا ہے تو اس کو صاف بھی اِنہوں نے ہی کرنا ہے۔ اِنہوں نے موقع پر صحیح فیصلے نہیں کئے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ تجاویز دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ جتنا گنّا کاشت ہوا ہے اس کا estimate لگانا مشکل نہیں ہے۔ اس کا estimate لگا کر -/180 روپے فی من across the board پورے پنجاب میں جہاں جہاں گنّا ہے اس کی ادائیگی پنجاب حکومت اپنے پلے سے کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
حکومت اس کے لئے قرض لے یا مانگ تانگ کر کرے لیکن کسان کو ادائیگی کرے۔ یہاں کل یا پرسوں ٹرانسپورٹ سے متعلقہ سوالات آئے ہوئے تھے اور 1.2 بلین ڈالر کی خطیر رقم اگر اورنج لائن ٹرین پر لگ رہی ہے تو کیا پنجاب کا کسان جو کسمپرسی کا شکار ہے کہ اس پر اتنی رقم نہیں لگائی جا سکتی۔ آپ اس پر قرض لے رہے ہیں تو مزید قرض لیں، کسانوں کی ساری فصل کی ادائیگی کریں اور بعد میں ملوں سے لیتے رہیں۔ یہ مل مالکان آپ کے ہی ہیں، آپ کے جاننے والے ہیں، وہ بااثر لوگ ہیں اسمبلی میں وزیر مشیر ان کے ہیں تو یہی اس کا حل ہے۔ اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی باتیں ایوان کے اندر ہوں گی اور اِنہوں نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے اُن کا کوئی نتیجہ نہیں نکلنا۔ اسی طرح کسان رُلتا رہے گا اور اس کا نتیجہ یہ اگلے الیکشن میں دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! گنّے کا مسئلہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ آج نہیں بلکہ ہر سال یہاں گنّے پر بات ہوتی ہے۔ یہاں ہر سال اپوزیشن اور حکومتی ممبران رونا روتے ہیں کہ ہمارے کسان پِس رہے ہیں، ہمارے کسان exploit ہو رہے ہیں اور کسان کشی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس حکومت اور ایوان کی سنجیدگی گنّے کے حوالے سے ایسے نظر آتی ہے کہ ہمارا Sugarcane Act 1950 میں بنا تھا۔ 1950 سے لے کر آج تک اتنے سال ہو گئے ہیں ہم نے کبھی کسان کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کوشش نہیں کی۔ آپ نے 2015 میں اس Act میں چھوٹی سی ترمیم دے دی اور 50 ہزار کو 5 لاکھ روپے کر دیا۔

جناب سپیکر! آپ سب جانتے ہیں کہ 5 لاکھ روپے کی رقم ایک شوگر مل کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی وہ اس کو مذاق بھی نہیں سمجھتے۔ اس حکومت کی گڈ گورننس کیا اچھی نظر آتی ہے کہ ہمارا کوئی بھی وزیر یا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ یہ سوچ کر نہیں لگایا گیا کہ اس کی qualification کیا ہے۔ اس کی اپنی field کیا ہے۔ ہم ڈاکٹر کو زراعت پر لگا دیتے ہیں، کسان کو انڈسٹری پر لگا دیتے ہیں اور دکاندار کو خوراک پر لگا دیتے ہیں۔ ہم جس طرح دل کرتا ہے وہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ concerned field کا بندہ اس جگہ پر لگائیں تاکہ اس کو اپنے مسئلے کا پتا ہو جو اس کو بہتر طریقے سے حل کرنا چاہے تو وہ کرے۔ ہم لوگ ایسے لوگوں کو عہدے دیتے ہیں جن کا اس field سے کچھ لینا دینا ہی نہیں ہے اور ان کو اس field کا علم ہی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے بتایا تھا کہ بہت سے منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان اضلاع میں شوگر ملوں کا چکر لگاتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جب وہ کسی بھی جگہ پر کسی بھی شوگر مل کو چیک کرنے کے لئے آتے ہیں تو وہاں کے منتخب نمائندوں کو بھی بلا لیں اور ان سے پوچھ لیں کہ آپ کے عوام آپ تک کیا مسائل لے کر آ رہے ہیں۔ یہ جب وہاں پر جا کر چار افسروں اور مل والوں کی باتیں سنتے ہیں اور اُن کے مسائل سن کر واپس آ جاتے ہیں۔ کیا اِن کو اُن مل مالکان نے یہاں پر بھیجا ہے، کیا یہ اُن کی نمائندگی کرتے ہیں اور کیا یہ bureaucrats مل مالکان کے ہیں؟ یہ جا کر عوام کی بات سنتے ہیں اور نہ عوام کے نمائندوں سے اُن کے مسائل سنتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ دورے کر رہے ہیں تو ایسے دوروں کا

کوئی فائدہ نہیں ہے اس سے بہتر ہے کہ یہ اِدھر ہی بیٹھے رہیں۔ ان کو بھی دو دو کیمرے لگوا دیں تاکہ یہ بھی ویڈیو کانفرنس پر دیکھ سکیں اور کہہ دیں کہ ہم نے چیک کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی تھوڑی دیر پہلے منسٹر صاحب نے یہ بھی کہا کہ اس ایوان کے بھی کئی لوگ ہم نے ان کمیٹیوں کے ممبر بنائے ہیں۔ یہ مجھے اپوزیشن کا ایک بندہ بھی بتا دیں جس کو انہوں نے کمیٹی کا ممبر بنایا ہے۔ کیا اپوزیشن کے حلقوں میں کماد نہیں اُگتا، کیا اپوزیشن کے لوگ کسان نہیں ہیں اور کیا اپوزیشن کے لوگوں کے ووٹرز کسان نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! ان کو بھی کمیٹی میں لازمی ڈال لیں اور کل سے ڈیوٹی لگائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس سے زیادہ مضائقہ خیز بات کیا ہو گی کہ اس گورنمنٹ نے -/180 روپے فی من سے زیادہ گنّے کا ریٹ کبھی نہیں بڑھایا۔ یہاں fertilizer کا ریٹ بڑھ گیا، بجلی کا ریٹ بڑھ گیا اور ہماری cost of inputs آسمان پر چلی گئی اور اجناس کی قیمتیں وہیں پر ہی کھڑی ہوئی ہیں۔ کیا مہنگائی صرف fertilizer industry کے لئے ہوتی ہے، کیا کسان کے لئے مہنگائی نہیں ہو رہی اور آخر اجناس کی قیمتیں کیوں نہیں بڑھتیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب! کیا کرنا چاہئے آپ تجویز دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں تجویز تو دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کمیٹی میں تو شامل ہو جائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے گورنمنٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ انہوں نے یہ پانچ سال اور پچھلے پانچ سال بھی گزار دیئے ہیں اگلی دفعہ جو بھی منسٹر بنائیں اور جس ڈیپارٹمنٹ کا بنائیں وہ اس field سے متعلقہ ہو تاکہ اس کو پتا ہو کہ اس نے کیسے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو چلانا ہے۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ فیکٹریاں financially sick ہو چکی ہیں۔ اگر ایک فیکٹری financially sick ہے تو پھر گورنمنٹ اس کو bailout یا take over کرے۔ یہ کہتے ہیں کہ مالکان

فیکٹریوں کو چلانا نہیں چاہتے ہم زبردستی چلوا رہے ہیں تو یہ ان کو nationalize کر لیں at least کسان کا تو مسئلہ حل ہو گا اور جو پندرہ بیس خاندانوں کی اجارہ داری ہے وہ تو ختم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قتیانہ صاحب! جو ادارے پہلے nationalize ہیں کیا آپ نے ان کی حالت دیکھی ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اگر یہ زبردستی فیکٹریاں چلوا رہے ہیں تو بہتر ہے کہ حکومت خود ان کو چلا لے کم از کم کسان کا تو بھلا ہو گا۔ آپ بیس خاندانوں کی خاطر کروڑوں کسانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ ہمارے حقوق کھا رہے ہیں۔ آپ خود بھی کسان ہیں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ ملیں CPRs - /180 روپے کی دے رہی ہیں لیکن ادائیگی کس ریٹ پر ہو رہی ہے یہ آپ بھی بہتر جانتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر ہم اپنے ضمیر کو ہی جھنجوڑ کر دیکھیں تو ہمیں کوئی مغالطہ رہے گا اور نہ بحث کی ضرورت رہے گی۔ اس وقت پنجاب میں فی من گنّے کی -/130، -/140 یا -/150 روپے سے زیادہ payment نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! میں خود کسان ہوں اور میں ایک مربع سے زیادہ کماد مل میں -/153 روپے فی من کے حساب سے پھینک چکا ہوں۔

جناب سپیکر! میں ممبر پنجاب اسمبلی ہوں اگر میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے تو باقی عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا؟ ان کو تو یہ ریٹ بھی نہیں مل رہا ہو گا اور یہاں پر آ کر یہ کہتے ہیں کہ -/180 روپے فی من کے حساب سے گنّے کی payment ہو رہی ہے جو cash جلدی لینا چاہتے ہیں وہ -/160 روپے لے لے۔

جناب سپیکر! کتنی آنکھوں میں دھول جھونکی جائے گی۔ ہم سب کسان ہیں اور سب اس مشکل سے گزر رہے ہیں۔ یہاں آ کر all good کہنے سے کیا all good ہو جائے گا؟ تو یہ بالکل نہیں ہو گا۔ آپ کو یہ بھی علم ہو گا کہ اس وقت ملیں permit نہیں دے رہیں۔ اس کے لئے دس ہزار روپے رشوت دینی پڑتی ہے یا کسی آڑھتی کے ساتھ مک مکا کرنے سے permit ملتا ہے۔ یہ کسان کی exploitation نہیں تو پھر کیا ہے؟ ہمارے منسٹرز اور سیکرٹریز کے پنجاب کے اضلاع کے دوروں کے بعد

بھی اگر یہ حالات ہیں تو پھر میرے خیال میں یہ اندھیر نگری ہی ہے۔ یہاں کبھی پولیس اسٹیٹ کی بات ہوتی ہے کہ پولیس بندے خود مار دیتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ۔ سردار وقاص حسن موکل! آپ نے کل اچھی تجاویز دی تھیں امید ہے کہ آج بھی تجاویز ہی دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! تجاویز تو end میں آئیں گی۔

جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو بھی آج 31۔ جنوری 2018 کو اپوزیشن نظر آ گئی ہے۔ اگر حکومت سمجھتی تھی کہ ہم کوئی اچھا مشورہ دے سکتے ہیں تو شاید یہ نوٹیفکیشن 15۔ نومبر سے پہلے جاری ہوتا جس میں اپوزیشن کے ممبران بھی شامل ہوتے۔ ہم آج بھی پاکستان یا پنجاب کی فلاح کے لئے بات کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس زیادہ اختیار، زیادہ اہل افسران، زیادہ اہل منسٹرز اور زیادہ knowledge ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر کھڑا ہو کر یہ بات کروں گا کہ پچھلے 4½ سال کے اندر اس ایوان میں گنّا، گندم، سبزی اور ہر level پر بات ہوئی اور صرف ایک ہی بات ہوئی ہے کہ کسان پِس رہا ہے لہٰذا اس کے لئے کچھ کیا جائے لیکن صرف باتیں ہی ہوئی ہیں۔ ایک طرف ہم بات مقدس ایوان کی کرتے ہیں اور بشمول میرے کیونکہ شاید میں بھی اس میں شامل ہوں کہ یہاں پر آ کر صرف غلط بیانی ہوتی ہے۔ یہاں پر منسٹر صاحبان، سیکرٹری صاحبان اور کین کمشنر بھی بیٹھے ہیں تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ ضلع قصور اور ضلع اوکاڑہ سے صرف ایک کسان کو انتظامیہ لے آئے جو یہاں پر حلفاً یہ کہے کہ جو بات یہ کر رہے ہیں وہ بات درست ہے۔ کیا اپوزیشن کو زیادہ دکھ ہے، کیا گورنمنٹ ممبران کی side پر شوگر ملیں نہیں لگی ہوئیں اور اس وقت تمام ایم پی ایز کہاں ہیں؟ سارے ایم پی ایز صرف اس لئے نہیں آئے کہ وہ آ کر کیا بات کریں گے اور وہ رونا روئیں جس کا سننے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر! میں دوسرا چیلنج یہ کرتا ہوں کہ ہر اُس علاقے کے گورنمنٹ کے ایم پی اے کو بلا کر آپ پوچھ لیں کہ کیا جو ہم بات کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے اور کیا ہمارے اندر اتنی moral strength ہے کہ آپ اُن کو بلائیں اور اُن سے یہ کہیں؟ اپوزیشن تو سیاست کر رہی ہے۔ رانا صاحب نے سپلائی اور ڈیمانڈ کی بات کی کہ ہمیں اکنامکس بھی آ گئی ہے۔ ہم کسان کو صرف خوش کرنے کے لئے 1300 روپے گندم کا ریٹ دیتے ہیں لیکن نہیں ملتا کیونکہ دنیا میں اس کا ریٹ آدھا ہے لہٰذا گندم کا ریٹ بھی exactly وہی رہے۔

جناب سپیکر! میں اور آپ یہ بات کرنے کو تیار ہیں کہ مل مالک مر جائے لیکن کیوں مرے؟ حکومت کا کام ہر کسی کو اپنا جائز طریقے سے منافع کمانے کا حق دینے کے لئے enabling environment دینا ہے۔ میں بالکل اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ مل مالکان جو بات کرتے ہوں گے وہ کسی حد تک ٹھیک ہے۔ مل مالکان رو رہے ہیں، کسان بھی رو رہا ہے، ہر کوئی رو رہا ہے تو پھر خوش کون ہے اور ہنس کون رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں ground realities کی بات بتاتا ہوں، اگر منسٹر صاحب چاہیں تو میں نمبر بھی دینے کو تیار ہوں۔ عبداللہ شوگر میں وزیر زراعت یا شاید وزیر خوراک گئے تھے، مجھے وہاں سے ایک بندے کا فون آیا کہ میرے ٹرالے کھڑے ہیں اور یہاں پر منسٹر صاحب آئے ہیں لہٰذا آپ ایم پی اے ہیں اس لئے آپ منسٹر صاحب سے بات کریں لیکن ہماری کیا پہنچ کہ ہم منسٹر صاحب تک پہنچیں؟ قصہ مختصر یہ کہ میں نے اس بندے سے کہا کہ جو منسٹر آیا ہے تم اُس سے خود جا کر بات کرو۔ اُس کا 15 منٹ بعد دوبارہ فون آیا اور کہا کہ میں نے منسٹر صاحب کے سامنے بات کی ہے جنہوں نے موقع پر فوراً action لیا ہے اور میرا نام اور ٹرالوں کے نمبر note ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے پھر کہا کہ 15 منٹ بعد کیا ہوا تو کہتا کہ اُس لسٹ کے اندر جن آدمیوں کے نام اور ٹرالے تھے انہوں نے کہا کہ ان کو اِدھر سے باہر نکال دو، یہ آدمی یہاں پر نظر نہ آئے اور اس کی اتنی ہمت کہ اس نے ہماری شکایت کی ہے، کیا اس data کو سر پر مارنا ہے اور ان کے دوروں کا ہم نے کیا کرنا ہے؟ منسٹر صاحب کے دوروں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ وہاں کے دو کلرک گرفتار ہو گئے لیکن آدھے گھنٹے کے اندر وہ دونوں کلرک واپس اپنی جگہ پر تھے۔ بے چارے کلرکوں کی کیا

جرأت ہے؟ آپ اِن میں سے کسی کو کہیں کہ کھڑا ہو تو اس کی جرأت ہے کہ آپ کو آگے سے نہ کرے؟

جناب سپیکر! میں بالکل نہیں کہہ رہا کہ سارے مل مالکان مر جائیں یا وہ غلط کر رہے ہیں لیکن یہ پالیسی گورنمنٹ نے بنانی ہے۔ اگر input کی بات ہے کہ بجلی مہنگی ہے یا پانی نہیں ہے تو گورنمنٹ کچھ کرے۔ فرٹیلائزر والے اپنی لابی بنا کر منسٹر صاحب کے پاس چلے جاتے ہیں کہ کیا ہمیں گیس نہیں ملے گی تو اُن کو گیس کا کوٹا مل جاتا ہے اور وہ اپنی مرضی سے قیمت لگاتے ہیں۔ یہ آج 30- جنوری 2018 تک کسی فرٹیلائزر کے بیگ پر قیمت پرنٹ کی ہوئی دکھا دیں۔

جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ قیمت کہنے کے لئے کچھ اور خریدنے کے لئے کچھ اور ہے۔ اگر مرنا ہے تو کسان نے ہی مرنا ہے۔ کیا پالیسی میں نے بنانی ہے کیونکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم مشورہ دیں تو میں کیا مشورہ دوں؟ یہاں پر محکموں کے سیکرٹری صاحبان اور منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا اِن کو نہیں پتا؟ بات نیت اور عمل کی ہے۔ یہ کہیں کہ ہم ریٹ 120 روپے کرتے ہیں تو بالکل 120 روپے دیں لیکن یہ کیوں نہیں مانتے؟ یہ اس لئے نہیں مانتے کیونکہ یہ کس منہ سے کہیں کہ بجلی کی یہ قیمت ہے جو کسان ادا نہیں کر سکتا، یہ کس منہ سے کہیں کہ فرٹیلائزر کی قیمت یہ ہے اور کسان ادا نہیں کر سکتا۔ یہ front and middlemen کی بات کرتے ہیں تو exactly گندم والے کے ساتھ وہی ہوتا ہے۔ آپ نے 1300 روپے فی من گندم کی قیمت رکھی ہوئی ہے تو کوئی کسان آ کر بتا دے کہ میں 1300 روپے میں بیچتا ہوں۔ جس کو پتا ہے کہ ہر گھنٹے کے ساتھ میری گنّے کی value کم ہو رہی ہے تو وہ 60 روپے میں بھی بیچے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موکل صاحب! بہت شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا مشورہ تو آلینے دیں۔ کیا آپ نے میرا مشورہ نہیں لینا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ابھی بات رہتی ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری بات سے یہ تائید یا تردید کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا مشورہ کوئی نہیں ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مشورہ کوئی نہیں ہے لیکن سیدھی سادہ سی request ہے اور کسانوں کے لئے آپ کے سامنے منّت ہے۔ سب سے زیادہ دُکھ والی بات یہ ہے کہ اپوزیشن یہ بات کر رہی ہے جبکہ گورنمنٹ بنچوں کو یہ بات کرنی چاہئے تھی۔ منسٹر صاحبان کی ذمہ داری assure کرنا ہے لیکن اُن کے پاس assurance کے علاوہ اور کیا ہے؟ جب تک یہ گورنمنٹ policy matter پر decide نہیں کرے گی تب تک کچھ نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علی سلمان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج نہایت اہم موضوع ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جس حد تک ہمارے وزیر اعلیٰ، منسٹر صاحبان اور گورنمنٹ کی کاوشیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پوری تگ و دو کر رہے ہیں اور ہر ضلع میں جا کر محنت کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی بیماری آتی ہے یا بخار ہو جاتا ہے تو اُس کا فوری حل یہ ہوتا ہے کہ Panadol کی گولی دے کر بخار ختم ہو جاتا ہے لیکن کینسر کا دائمی علاج ہوتا ہے۔ مجھے اسی موضوع پر تقریر کرتے ہوئے 14 سال ہو گئے ہیں تو میری سمجھ بوجھ کے مطابق جب بھی کوئی فصل گندم، چاول یا گنّے کی آتی ہے تو اس سلسلے میں hue and cry مچتی ہے اور کسان کا جو استحصال ہے اس میں بالکل کوئی شک نہیں کہ all is not well اس کی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری اپنی کمزوری ہے۔ ہم حکومتی بنچوں کے لوگ اس سلسلے میں اپنا ٹائم نکال سکتے ہیں، گورنمنٹ کے ساتھ باہر بیٹھ کر پوری طرح تیاری کروا سکتے ہیں اور نہ ہی ہم demand کر سکتے ہیں اور تقریریں کر کے یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گنّے پر بات کروں گا کہ یہاں پر 1950 کے ایکٹ کی بات کی گئی ہے تو 1950 کے ایکٹ میں یہ ہوا کہ شوگر ملیں آئیں، مل مالکان آئے، سیٹھ آئے اور سیٹھوں نے وہ ایکٹ منظور کروایا۔ ہمارا پرانا سسٹم یہ تھا کہ کسان اپنے بیلنے لگاتے تھے، ہر سیزن میں گڑ بناتے تھے، اپنی شکر بناتے تھے، وہی چینی لوگ کھاتے تھے اور پورے پنجاب میں ٹوبہ ٹیک سنگھ اُس وقت top کی منڈی ہوا کرتی تھی۔ یہ ایکٹ ایک مفاد کی خاطر بنا جس کے تحت مکمل طور پر دفعہ 144 لگا کر جہاں جہاں بیلنا لگا ہوتا تھا تو اُس کو بند کر کے کسان کو اندر پھینک دیتے تھے کہ تم نے اپنا گنّا مل مالک کو کیوں نہیں دیا؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیلنے مکمل طور پر ختم ہو گئے اور کسان بے چارا ڈر گیا تا کہ سارے کسان مجبور ہو کر مل

مالکان کے رحم و کرم پر آ جائیں۔ مل مالکان کی چاندی ہو گئی جنہوں نے بے شمار پیسا کمایا۔ آج وہی مل مالکان کہتے ہیں کہ ہمیں loss ہو رہا ہے۔ منسٹر صاحب کی بات پر میں حیران ہو رہا تھا جو کہتے ہیں کہ ہم مل مالکان کو export پر 10 فیصد subsidy دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے لئے یہ عجیب سی بات ہے کہ ہم مل مالکان کو export کرنے کے لئے 10 فیصد subsidy دیتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ فصلوں کی بیجائی میں ہمارا balance خراب ہے اور اسے کنٹرول کرنے والے محکمہ زراعت کی کارکردگی میری نظر میں بالکل zero/zero/zero ہے جو کہ آج سے نہیں اور ہماری حکومت سے نہیں بلکہ بہت عرصے سے ہے۔

جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ فیلڈ میں یہ کتنا کام کرتے ہیں۔ یہ دفاتر میں بیٹھ کر گھروں میں چلے جاتے ہیں اس سے فصلوں کا balance نہیں ہوتا۔ کبھی گنّا زیادہ ہو جاتا ہے، کبھی گندم زیادہ ہو جاتی ہے اور کبھی چاول زیادہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ suggest کروں گا اور اس کا دائمی حال یہ ہے کہ حکومت کے ادارے اور محکمے ہر سطح پر بیٹھ کر اس چیز کو monitor کریں۔ فرض کریں کہ گندم زیادہ ہو جاتی ہے تو اوپر بیٹھا ہوا بابو اس گندم کو ایکسپورٹ نہیں ہونے دیتا۔ کئی حیلے بہانے بنالیتا ہے اور گندم کی ایکسپورٹ نہیں ہوتی، چینی کی ایکسپورٹ نہیں ہونے دیتا۔ وجہ کیا ہے کہ وہاں بیٹھے ہوئے بابوؤں کی اپنی پوری game نہیں چلتی تو وہ چیز ایکسپورٹ نہیں ہوتی۔ اب آپ ایکسپورٹ کریں گے اور منڈیاں explore کریں گے تو اس سے ایک تو زرمبادلہ آئے گا اور دوسرا کسان کو بھی benefit ملے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ تمام محکمہ جات کو اس حوالے سے active کریں۔ ایک دفعہ ملز کا دورہ کرنے سے اور انہیں ایک دفعہ کنٹرول کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا بلکہ overall اس کی سرجری ہونے والی ہے لہٰذا سرجری کر کے اس مسئلے کا مکمل حل نکالا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ کلو صاحب! جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہمارے پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے جس سے 80 فیصد آبادی کی روزی وابستہ ہے لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ استحصال ہمارے انہی کسانوں کا ہوا ہے کیونکہ وہ خود ان اسمبلیوں میں نہیں ہیں۔ چاول، گندم یا گنّے کی

فصل تیار ہو جاتی ہے تو یہ "رولا" کیوں پڑتا ہے۔ یہ مسئلہ پہلی دفعہ نہیں ہو رہا بلکہ سالہا سال سے کسان بے چارہ روپیٹ کر اور اپنی فصلوں کو آگ لگا کر گھر بیٹھ جاتا ہے کیونکہ وہ اس سے زیادہ کچھ کر نہیں سکتا کیونکہ ایک مافیانے اس نظام کو جکڑا ہوا ہے۔ عام کسان پتا نہیں کیسے قرض لے کر اپنی فصل کو کاشت کرتا ہے اور جونہی فصل تیار ہوتی ہے تو اسے بلیک میل کیا جاتا ہے۔ اس کسان کو اس کی فصل کے پیسے نہیں دیئے جاتے۔ منسٹر صاحبان نے جو تقاریر کی ہیں تو ایسا لگ رہا تھا کہ پورے پنجاب میں بڑا زبردست ماحول ہے اور کسان بڑا خوش ہے کہ اسے فصل کے پیسے بڑے زبردست طریقے سے مل رہے ہیں۔ اس وقت مافیانے پورا سسٹم collapse کیا ہوا ہے اور پورے پنجاب میں کسان رو رہا ہے۔ اگر اس کی حالت دیکھیں اور اگر کسی میں تھوڑی سی بھی انسانی ہمدردی اور انسان سے محبت ہو تو یہ سمجھے کہ یہ کسان بھی پنجاب کے شہری ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ بڑا آسان ہے۔

جناب سپیکر! دنیا میں کسان کو جتنی سہولیات اور priorities دی جاتی ہیں پاکستان میں اور بالخصوص پنجاب میں ہم نے نہیں دیں۔ ہم نے ان کے لئے کیا پالیسیاں بنائی ہیں؟ آپ کہہ رہے ہیں کہ مشورہ دیں بھئی مشورہ تو اس پر بڑا آسان ہے کہ جو کسان کی فصل تیار ہے اس کی ensure purchase کر لیں۔ اگر آپ 300۔ ارب روپے اورنج لائن ٹرین پر لگا سکتے ہیں تو شعبہ زراعت سے 9 کروڑ سے زائد لوگ وابستہ ہیں تو ان کے اوپر آپ کے کتنے پیسے لگ جائیں گے؟ آپ فی ایکڑ پیداوار ensure کر دیں کہ آپ کی جتنی فصل ہو گی وہ حکومت خرید کر ملوں کو فروخت کرے گی۔ اگر آپ کسانوں کو وقت پر پیسے نہیں دیں گے تو آپ کو پتا ہے کہ ان کے گھر کے حالات کیسے ہوں گے اور اپوزیشن لیڈر نے بتایا ہے کہ تین تین سال سے کسانوں کو پیسے نہیں دیئے جا رہے تو جس کسان کو اس کی فصل کے پیسے تین تین سال نہیں ملیں گے تو اس کا کیا حال ہوا ہو گا؟

جناب سپیکر! آپ پالیسی بنائیں کہ 15 دن سے جتنے دن زیادہ ہوں تو روزانہ کے حساب سے بنکوں سے جو منافع ملتا ہے، اس کے حساب سے ملوں کو پابند کریں کہ وہ جتنے دن payment late کریں تو اس حساب سے اس کسان کی رقم پر منافع ادا کریں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ ملز والے کسانوں کو کیسے پیسے ادا نہیں کرتے۔ حکومت ایسا کر سکتی ہے لیکن "انما الاعمال بالنیات" اگر ان کی نیتیں ٹھیک ہوں۔ اگر وہ مافیا جو مڈل مین ہے اور جو پیسے کمانے والا ہے، وہی ان میں سے ہو اور وہ انہی کی support میں ہو اور

یہ اس کی support میں ہو تو یہ سسٹم ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ مڈل مین کی کیا جرات ہے کہ وہ 180 روپے والا گنّا 100 یا 120 روپے میں خریدے۔

جناب سپیکر! آپ کے ساتھ پڑوسی ملک انڈیا میں ایسے مسائل کیوں نہیں پیدا ہوتے اور باقی دنیا میں یہ مسائل کیوں نہیں پیدا ہوتے؟ صرف پاکستان میں اس وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں کہ یہاں بے ایمانی ہوتی ہے یا منافقت ہوتی ہے کہ یہاں غریب کو پیس دیا جاتا ہے اور غریب کے ساتھ ہر وہ ظلم کیا جاتا ہے کہ وہ بے چارہ بول نہیں سکتا کیونکہ اس کے پاس وسائل نہیں ہوتے۔ اگر یہ سسٹم ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو بڑا آسان ہے کہ دنیا میں رواج ہے اور ہمارے ہاں بھی فروٹ کی فصلوں کے باغ تیار ہونے سے پہلے ہی خرید لئے جاتے ہیں کیونکہ انہیں profit نظر آ رہا ہوتا ہے جبکہ ملز مالکان کو پتا ہے کہ اگر انہوں نے ان کا گنّا نہ خریدا تو یہ ضائع ہو جائے گا اور آدھی قیمت میں چلا جائے گا اس لئے میری ان سے گزارش ہے کہ یہ scientific طریقے سے جہاں جہاں growth ہوتی ہے اور جہاں جہاں گنّا اگتا ہے وہ گنّا حکومت اپنے وسائل سے خرید کر ملز مالکان کو فروخت کرے اور کسانوں کو قیمت ادا کرے۔ باقی حکومت گنّے کے پیسے ملز مالکان سے لے یا نہ لے یا جس طرح بھی لے وہ ان کا مسئلہ ہے۔ اگر کسان کے پیسے 15 دن سے زیادہ کوئی ملز ادا نہیں کرتی تو کسان کی فصل کی رقم پر فی دن کے حساب سے منافع دیا جائے تاکہ کسانوں کا استحصال نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، عباسی صاحب! جی، احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ کہنے کو تو بہت کچھ تھا لیکن جب میں نے اپنے دونوں معزز وزرائے کرام کی باتیں سنیں تو مایوسی اس طرح ہوئی کہ وزرائے کرام نے میرے خیال میں مافیا کے سامنے شکست تسلیم کر لی ہے۔ میں سب سے پہلے انہیں یہ عرض کروں کہ اس وقت 54 ملز پنجاب میں گنّے کی خریداری کر رہی ہیں۔ میں تجاویز بھی دوں گا لیکن ground reality آپ کو ضرور بتاؤں گا جس کے لئے پانچ سات منٹ آپ کو مجھے سننا پڑے گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ variety اور non variety کی بات معزز وزرائے کرام نے کی ہے تو actual یہ ہوتا ہے کہ ملز مالکان خود variety کاشت کرتے ہیں کیونکہ ایک عام کسان کو نہیں پتا کہ variety کیا ہے؟ جب ملز مالکان اس کو خریدتے ہیں تو اسی variety کو یہ non

variety declare کر دیتے ہیں۔ یہ ground پر ہو رہا ہے اور اس دفعہ ہو رہا ہے۔ وہی non variety کسانوں سے 80 روپے یا 70 روپے فی من کے حساب سے لے رہے ہیں۔ میرے پاس CPR کی WhatsApp موجود ہیں۔ 180 روپے کے حساب سے CPR جاری کر کے 158 روپے pay کر رہے ہیں یا 158.50 روپے کے حساب سے ہمارے areas میں ادائیگی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں ہوتا کیا ہے کہ آپ سے 21 یا 22 روپے فی من کے حساب سے carriage والے لیتے ہیں، 25 روپے فی من مزدور یا لیبر لے رہے ہیں اور ملز والے 180 روپے فی من کے حساب سے گنّا لے رہے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی توجہ فرمائیں کہ ملز والے 180 روپے فی من گنّا لے رہے ہیں لیکن ہمیں 10 دن بعد یا 8 دن بعد اگر variety consider ہو تو 158 روپے دیتے ہیں اور non variety کی بات نہیں کر رہا کیونکہ اس کا کوئی mechanism نہیں ہے کیونکہ variety کو determine کرنا صرف شوگر ملز کا ہی کام ہے۔

جناب سپیکر! پہلا دھوکا کسان کے ساتھ اس وقت شروع ہو جاتا ہے جب وہ variety اور non variety کے چکر میں پڑ جاتا ہے کیونکہ اس کا ایک عام کسان کو بھلا کیا پتا۔

جناب سپیکر! آپ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور میرا بھی وہی علاقہ ہے اور میں خود گنّے کا کاشتکار ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت حالات یہ ہیں کہ میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں اس مسئلے پر سیاست چمکا رہا ہوں کیونکہ اگر ہم نے سیاست چمکانا ہوتی، کیونکہ ہمارے پاس لوگ آئے ہیں، جیسے سردار شہاب الدین خان نے فرمایا ہے کہ لوگ آئے ہیں اور کہا ہے کہ ہم احتجاج کریں۔

جناب سپیکر! آپ ایک بات بتا دیں کہ اپوزیشن کے کسی حلقے میں پنجاب میں شوگر کین کا احتجاج ہوا ہو اور اس میں ہم شامل ہوئے ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس احتجاج سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچنا تھا کہ ان غریب لوگوں پر دوبارہ سے ایف آئی آر درج ہوتیں۔

جناب سپیکر! ہمارے منسٹر صاحب میرے خیال میں اس معاملے میں اس مافیا کے سامنے اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں۔ اب اگلی جو پوزیشن ہے کہ 15۔ نومبر کو کرشنگ سیزن شروع ہونا تھا، گندم

کاشت ہونی تھی اور کینولا کا سیزن بھی15۔نومبر سے 5۔دسمبر تک ہوتا ہے۔15۔نومبر سے جب ہمارا گنّا لیٹ ہوا تو automatically گندم اور کینولا کی فصل لیٹ ہو گئی۔

جناب سپیکر!میں ان کو یہ تجویز دوں گا ان کو یہ determine کرنا چاہئے کہ شوگر ملز سے کرشنگ سیزن کی ایک cut date مقرر کروائیں اور اُس کو announce کروائیں کہ کسان کب تک گنّا دے رہے ہیں۔24 گھنٹے کے اندر اندر مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ مارچ کے mid میں یہ ملیں بند کر دیں گے۔ہماری جو winter کی کاشت ہے اُس میں 65 فیصد گنّے کی کاشت ہے۔ہمارا کاٹن ایریا تو اس وقت ختم ہے کاٹن تو دو چار سال کے بعد revive کرے گی، مونجی کے حالات آپ نے خود دیکھے ہیں پچھلے سال مونجی کی فصل پر سبسڈی ملی تھی اس دفعہ مونجی کے کچھ حالات بہتر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!اس طرح جان نہیں چھوٹے گی یہ ہمارے ایریا میں بھی گئے ہیں لیکن ہمیں onboard نہیں لیا گیا، ایریا میں جانے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو گا۔میں نے معزز منسٹر صاحب کی ایک وڈیو WhatsApp پر دیکھی ہے اُس میں منسٹر صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ 158 اور 160 سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔انہوں نے subsidies کیا ہے یہ چینی کو بھی export کروا رہے ہیں لیکن کسان کا مسئلہ کس حد تک حل ہوا ہے؟ اس وقت تک 15۔نومبر کے بعد جو ملیں چلی ہیں میرے خیال میں اُن کو یہ sure کروائیں کہ تمام کسانوں کا گنّا لیں۔

جناب سپیکر!اس وقت اس بات کی ضرورت ہے یہ 24 گھنٹوں کے اندر اندر ہمیں فارغ کر دیں، عام کسان تو مڈل مین کے آگے پِس رہا ہے۔پنجاب کے اندر جو مین مسئلہ بن رہا ہے میں سیاسی بات اس معاملے میں نہیں کروں گا مجھے کسان کے جذبات کا پتا ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ absolute majority ہے آٹھ سال سے آپ کی حکومت ہے کسانوں کی 65 فیصد آبادی ہے سب کچھ بحران میں ہے۔ایک ٹائم تھا کہ جو لفظ زمیندار تھا وہ گالی سمجھی جاتی تھی لوگ کہتے تھے یہ feudal ہیں اب کہاں گیا feudalism، اب کون سا مافیا ادھر آ گیا ہے اور اُس وقت کے حالات دیکھیں جب زمیندار تھے اب شوگر ملز مافیا آ گیا انہوں نے پنجاب کا کیا کیا ہے؟ اُس وقت گنّے کو آگ نہیں لگتی تھی جس طرح معزز ممبر سردار شہاب الدین خان نے کہا واقعی لوگ اس طرف جا رہے تھے کہ شوگر ملوں کے گرد گھراؤ کریں ہم نے لوگوں کو روکا ہے میں خود اُنہیں روکنے والا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ ایک چیز کروا دیں، منسٹر صاحب ایک cut date کر دیں۔ پہلے شوگر ملیں 15سے 20۔اپریل تک چلتی تھیں۔ منسٹر صاحب! اپریل کا مہینہ کروا دیں ایک اور تجویز میں ان کو دوں گا اگر یہ کروا دیں تو میرے خیال میں گنّے کے کسان کا 10سے 20فیصد مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! CPR کو چیک کا درجہ دلا دیں automatically کسان کو payments ملتی رہیں گی۔ Check bounce کا Section 489-F وہ CPR پر کروا دیں آپ کے پاس absolute majority ہے ایوان سے legislation کروا لیں اس سے میرے خیال میں کسان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ Otherwise میں آپ کو بتا دوں اس وقت گنّے کے کسان بُرے حالات میں ہیں۔ میرے پاس وقت بھی ہے، مواد بھی ہے۔

جناب سپیکر! میں technicalities میں بھی جاؤں تو وہی بات ہے لیکن انہوں نے اپنی مرضی کرنی ہے۔ بے شک یہ دورے بھی کرتے رہیں لیکن اُن کا کوئی رزلٹ نہیں نکل رہا۔ آپ میری ان دو تجاویز کو شامل کر لیں ایک CPR کو چیک کا درجہ دلا دیں بے شک اسی سیزن کے لئے دلا دیں اور دوسرا یہ cut date کا ہمیں ensure کروا دیں پورے پنجاب میں پتا ہو کہ شوگر ملیں کب بند ہو رہی ہیں۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو تجاویز لکھ کر دے دیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات یکم فروری 2018 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔